سبق آموز واقعات

گذشتہ قوموں میں پیش آئے بعض وہ واقعات جو نبی کریم ﷺ
نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان فرمائے

خلیل احمد حسنی ندوی

ناشر
سید احمد شہید اکیڈمی
دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

جملہ حقوق محفوظ

طبع اول

رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ مطابق جون ۲۰۱۶ء

سید احمد شہید اکیڈمی

دار عرفات تکیہ کلاں رائے بریلی

نام کتاب	:	سبق آموز واقعات
مصنف	:	خلیل احمد حسنی ندوی
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
صفحات	:	۱۱۲
قیمت	:	Rs.80/-

ملنے کے پتے :

☆ ابراہیم بک ڈپو، مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی

☆ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء،

☆ مکتبۂ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ

☆ مکتبۃ الشباب العلمیۃ، ندوہ روڈ لکھنؤ

باہتمام: محمد نفیس خاں ندوی

فہرست مضامین

مقدمہ.. ۸

تقدیم.. ۱۳

مرتب کے قلم سے ۱۹

ناشکری کا انجام ۲۳

پاکدامنی پر خدا کا انعام ۲۶

آیت الکرسی کی اہمیت اور افادیت ۲۹

جریج کی آزمائش ۳۲

قرض کی وقت پر ادائیگی کا انعام ۳۵

صحیح تقسیم پر خدا کا انعام ۳۷

ستائی ہوئی لڑکی اللہ کی پناہ میں ۳۹

موسیٰ علیہ السلام کی حیا ۴۱

حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان............................ ۴۳

اعمال کی قبولیت اخلاص میں مضمر ہے.......................... ۴۴

بے زبان جانوروں کی پیاس بجھانے پر مغفرت کی خوشخبری ۴۶

شرک کا انجام ۴۷

بے زبان جانوروں کو قید کرنے پر اللہ کا عذاب ۴۸

اللہ پر بھروسہ کا انعام ۴۹
ہر باخبر سے اوپر ایک باخبر ہے ۵۶
سچی توبہ بخشش اور نجات کا ذریعہ ۶۰
بے زبان جانور کا ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا ۶۲
ایمانداری کا انعام ۶۴
اللہ کا ڈر ۶۵
عذاب کا خوف ۶۶
قرضداروں کے ساتھ نرمی پر اللہ کا انعام ۶۷
جھوٹی گواہی کا انجام ۶۸
شوہروں کے بارے میں بیویوں کے تبصرے ۷۱
آخری جنتی ۷۴
بادشاہ کی شکست ۷۷
سزا دینے میں زیادتی جائز نہیں ۸۱
شراب کے نقصانات ۸۲
مال کی محبت ہلاکت کا ذریعہ ۸۳
تکبر کا انجام ۸۵
حسب ونسب بے معنی اگر اسلام نہیں ۸۶
ایک آدمی کا تقدیر کو نہ ماننا ۸۷
گناہ پر ندامت ۸۸
بندر کا حرام مال کو ضائع کرنا ۸۹
تین لوگوں کا اعتراف گناہ ۹۰

صحبت بد ہزار بدتر است ۹۱

مردہ کا زندہ ہو جانا ۹۲

شیطان کا مہلک ہتھیار ۹۳

نبی کی آزمائش ۹۵

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیا اور پاکدامنی ۹۶

حضرت عمر کی قیافہ شناسی ۹۸

ایک قرضدار کا احساس شرمندگی ۹۹

نبی کے سامنے جن مغلوب ہو گیا ۱۰۰

ملک الموت کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آنا ۱۰۱

ایک کتے کو پانی پلانے پر بخشش ۱۰۲

ایک چور کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھٹلانا ۱۰۲

پرندے کی ماں کی بے قراری ۱۰۳

نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام کا فرمایا ہر حرف سچ ہے ۱۰۵

آپ صلی اللہ علیہ السلام کی تواضع ۱۰۷

حضرت موسیٰ اور حضرت آدم علیہما السلام کے درمیان مباحثہ ۱۰۸

انشاء اللہ کہنے کی اہمیت و برکت ۱۰۹

خودکشی حرام ہے ۱۰۹

ماں کی ممتا ۱۱۰

کعب بن اشرف کا رسوا کن انجام ۱۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

یہ بات انسانی نفسیات میں داخل ہے کہ وہ قصوں سے متاثر ہوتا ہے، اور ان میں اس کو اپنی زندگی کا عکس نظر آتا ہے، یہ اثر مثبت بھی ہوتا ہے اور منفی بھی، اچھے واقعات سے انسان عبرت ونصیحت حاصل کرتا ہے، اور ان کی روشنی میں اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے، اور نامناسب واقعات اگر نامناسب طریقے پر بیان کیے جائیں تو وہ زندگی پر برا اثر ڈالتے ہیں، اور کبھی کبھی آدمی ان کو سن کر بے راہ روی کا شکار ہوجاتا ہے۔

قرآن مجید جو اللہ کا کلام ہے، اس میں انسانی نفسیات کا جتنا لحاظ ہے وہ کہیں نہیں مل سکتا، اس میں کثرت سے ایسے واقعات بیان کیے گئے ہیں جو انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں، اور ان کو سن کر یا پڑھ کر زندگی کا رخ درست ہوجاتا ہے، اسی طرح حدیثوں میں اللہ کے رسول ﷺ نے بکثرت واقعات بیان فرمائے ہیں جو بڑے اثر انگیز ہیں، اور ان سے مسلمانوں کو بڑا سبق ملتا ہے، قرآن مجید کے واقعات پر خاصا کام ہوا ہے، خاص طور سے عربی زبان میں قصص قرآنی پر متعدد کتابیں موجود ہیں، حدیث کے واقعات کو بھی مصنفین نے اپنا موضوع بنایا مگر اردو میں یہ موضوع ابھی خاصا تشنہ ہے، بڑی خوشی کی بات ہے کہ خواہر زادہ عزیز سید خلیل احمد حسنی سلمہ نے اس کو اپنا موضوع بنایا اور انہوں نے ان واقعات کو جمع کر کے اس کا سلیس اور رواں

ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے، تاکہ ترجمہ کے بعد بھی ان کی اثر انگیزی کسی حد تک باقی رہے، الحمدللہ وہ اس کوشش میں کامیاب رہے ہیں، اب یہ مجموعہ واقعات اردو قالب میں سید احمد شہید اکیڈمی کی جانب سے کتابی شکل میں پیش کیا جارہا ہے، امید ہے کہ قارئین اس کو دلچسپی کے ساتھ پڑھیں گے اور فائدہ اٹھائیں گے، اللہ تعالی قبول فرمائے اور ذخیرہ آخرت بنائے

بلال عبدالحی حسنی ندوی
۳ شعبان المعظم ۱۴۳۷

مرکز الإمام أبی الحسن علی الحسنی الندوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الانبياء وخاتم النبيين سيدنا محمد وعلى آله صحبه اجمعين: امابعد

واقعات وحالات کا بیان انسان میں بہتر صفات پیدا کرنے کا ایک اچھا ذریعہ ہے، اس میں انسانی زندگی میں پیش آنے والے واقعات اور انسانی عمل میں کامیابی اور ناکامی جو بھی ہوتی ہے اس کی مثالیں سامنے آتی ہیں، جن سے انسان کو اپنی زندگی کے حالات کو تبدیل کرنے کا موقع حاصل ہوتا ہے، اور نصیحت ملتی ہے، جو ان سے واقف ہونے والا اپنی عقل وسمجھ کے مطابق اخذ کرتا اور فائدہ اٹھاتا ہے، یہ اس کے ساتھ کے انسانوں ہی کے حالات وعملی تجربات ہوتے ہیں جن کو اگر اس طرح بیان کیا جائے کہ سننے والے کو ان کا مشاہدہ کرادیا جائے تو ان کا اثر زیادہ پڑتا ہے، کیونکہ انسان نے جب ان کو سنا تو براہ راست ان کو نہیں دیکھا لیکن دیکھے ہوئے کی طرح بیان کیا تو گویا اپنے ذہن کی آنکھوں سے دیکھ لیا، اسی بنیاد پر اہل علم حضرات اپنی باتوں کو دلوں میں اتارنے کے لیے واقعات کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ سننے یا پڑھنے والوں کو دیکھے ہوئے کی طرح معلوم ہوں تاکہ بات دل میں اتر جائے، قرآن مجید میں بھی واقعات کا بیان ملتا ہے، اور ان سے بڑی نصیحت حاصل ہوتی ہے، اسی طرح اللہ تعالی کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی مختلف گفتگوؤں میں قصے

اور واقعات بیان فرمائے ہیں، ان کو پڑھ کر بڑی نصیحت ہوتی ہے، اور پڑھنے والے کو اپنی زندگی میں ایسے موقعوں کے لیے رہنمائی ملتی ہے اور اصلاح ہوتی ہے۔

انسانی زندگی اس طرح ایک دوسرے کے حالات اور واقعات کو دیکھنے اور سننے سے مناسب اور اچھے ڈھنگ اور صفات کی بنتی ہے، اور انسان اچھی اور بری باتوں کو دیکھ کر اچھی باتوں کا انتخاب کرلیتا ہے، اور بری باتوں سے بچتا ہے، اس لیے علم و تجربات کے حامل اشخاص اپنے حالات و واقعات جو قابل استفادہ ہیں دوسروں کے فائدہ کے لیے بیان کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریفہ میں جگہ جگہ ایسے واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں جو نصیحت آمیز ہیں، اور انسان کو اچھا اور صحیح انسان بنانے کا اثر رکھتے ہیں۔

خاتم الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے ۲۳ سال ہمہ وقت اسی فکر میں گزارے کہ انسان کے لیے اس کے خالق نے جب اشرف المخلوقات کا درجہ طے کیا ہے تو وہ اس کے لائق بنے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقصد کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے، ہدایت دینے، رب العالمین کا پیغام سنانے اور لوگوں کی ہدایت کی برابر فکر میں رہتے، چنانچہ ان کی اس محنت کے نتیجہ میں آج دنیا کی ۵/۱ آبادی ان کی ہدایات کو ماننے والی ہے، لیکن ان کے ماننے والوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ان کی ہدایات کو اپنی زندگیوں کے لیے روشنی کا مینار بنائیں، اور اس طرح اشرف المخلوقات کا مقام حاصل کرلیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہدایات و تعلیمات کو دلوں میں بٹھانے کے لیے سابق قوموں اور افراد کے ایسے واقعات بھی سناتے جن سے انسان اپنی زندگی کے لیے روشنی کا حاصل کرسکتا ہے، اور ان سے اچھا سبق لے سکتا ہے، یہ واقعہ ہے کہ انسانی نفسیات قصوں اور واقعات سے زیادہ سے زیادہ اثر قبول کرتی ہیں، اور ان قصوں و واقعات کا اثر سیرت و کردار پر بہت پڑتا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالی نے قصوں

سے تذکیر ونصیحت میں بڑی مدد ملی ہے، قرآن مجید میں ہمیں انبیاء اوران کی قوموں کے صلحاء اور دوسرے لوگوں کے قصے ملتے ہیں، اسی طرح اور بھی قصے ہیں، مثلاً انبیاء کرام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ، حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت داؤد، حضرت سلیمان علیہم السلام کا قصہ صلحاء میں حضرت لقمان اور حضرت ذوالقرنین رحمہما اللہ کا قصہ، اسی طرح اصحاب کہف وغیرہم کا قصہ، بعض قصے تو قرآن مجید میں بار بار مختلف جگہوں پر بیان ہوئے ہیں، اور ان سے کوئی نہ کوئی عبرت ونصیحت اور تذکیر کا پہلو وابستہ ہے۔

حدیث شریف کی کتابوں میں ایسے واقعات جگہ جگہ ملتے ہیں جن سے کردار سازی میں مدد ملتی ہے، جیسے حدیث کی کتابوں میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلے میں ایک قصہ آتا ہے کہ ایک شخص کے والدین ضعیف تھے، اور اس کے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی تھے، وہ روزآنہ بکریاں چرانے کے لیے انہیں لے کر چراگاہ کی طرف چلا جاتا اور شام کو گھر واپس آتا تو سب سے پہلے والدین کو دودھ پلاتا، پھر بچوں کو پلاتا، ایک روز وہ بکریاں چراتے چراتے دور نکل گیا، اور کافی رات گزر گئی، جب وہ گھر آیا تو دیکھا کہ اس کے والدین انتظار انتظار کرتے کرتے سو چکے ہیں، اور بچے اس کے انتظار میں ہیں، جن کا بھوک کے مارے برا حال ہے، لیکن اس نے والدین سے پہلے بچوں کو پلانا مناسب نہیں سمجھا، اور نہ والدین کو ہی جگانا مناسب جانا، وہ رات بھر دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لیے کھڑا رہا کہ جب بھی والدین جاگیں گے انہیں دودھ کا پیالہ پیش کردوں گا، اور پھر بچوں کو پلاؤں گا، رات میں والدین کی آنکھ نہ کھلی، صبح ہونے پر جب وہ نیند سے بیدار ہوئے تو پہلے اس نے والدین کو دودھ پلایا، پھر اپنے بچوں کو دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو اتنا پسند فرمایا کہ ایک مرتبہ وہ غار میں پھنس گیا، اور غار کا منھ بند ہوگیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اسی عمل کے واسطے سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول

فرماتے ہوئے غار کا منہ کھول دیا، اور وہ آسانی سے باہر نکل گیا، اسی واقعے میں دو مزید شخصوں کا بھی حال بیان کیا گیا ہے جس میں ایک شخص نے اللہ کے ڈر سے اپنے کو بدکاری سے محفوظ رکھا اور اللہ تعالی نے اس کے اس عمل کو بھی قبول فرمایا، اور تیسرا شخص وہ تھا جس نے اپنے ایک مزدور کی اجرت کو سنبھال کر رکھا اور اسے تجارت میں لگا کر بڑھایا، اور جب وہ کافی عرصہ بعد لوٹا اور اپنی اجرت مانگی تو اس نے بے چون وچرا اجرت کے ساتھ اس کا منافع وغیرہ سب دے دیا۔

اسی طرح مسلم شریف میں ایک نابینا، ایک گنجے اور ایک کوڑھی کا قصہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی نے ان کی بیماریاں دور فرما کر انہیں مال ودولت سے نوازا، پھر ان کا امتحان لیا کہ کون شکر گزاری کرتا ہے اور کون ناشکری، ایک فرشتہ مسکین کی صورت میں ان کے پاس گیا اور ان سے مدد کی درخواست کی تو گنجے اور کوڑھی نے ناشکری کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالی نے پھر ان کو سابقہ حالت پر لوٹا دیا، لیکن نابینا شخص نے اللہ تعالی کا احسان مانتے ہوئے مسکین کی مدد کی تو اللہ تعالی نے اسے مزید مال ودولت سے نوازا، اس طرح کے قصوں سے انسانی ذہن سازی اور سیرت وکردار کی تشکیل میں کافی مدد ملتی ہے۔

اگر حدیث شریف کے ذخیرے سے قصے اور واقعات تلاش کیے جائیں تو ایک بڑا ضخیم مجموعہ احادیث تیار ہو سکتا ہے اور ہر قصہ میں بڑا ہی سبق موجود ہے، چھوٹے قصے بھی ہیں اور بڑے قصے بھی ہیں، قصے پر غور کرنے سے صحیح کردار اختیار کرنے کی طرف رہنمائی ملتی ہے، جیسے ۹۹ قتل کے مرتکب کا اللہ تعالی کی رحمت سے مایوس نہ ہونا اور صحیح رہنمائی کے لیے سفر کرنا اور اس عمل کا باعث مغفرت ہونا، حضور اکرم ﷺ کا ایک دشمن سے مقابلہ اور دشمن کا حملہ آور ہونا مگر دشمن کا کامیاب نہ ہو سکنے پر معافی کا خواستگار ہونا اور حضور اکرم ﷺ کا معاف کر دینا، اور جنگوں کے قصے جن حضور اکرم ﷺ کی انسانیت نوازی کے حیرت انگیز پہلو سامنے آئے۔

عزیز القدر مولوی سید خلیل احمد حسنی ندوی سلمہ اللہ وبارک فیہ نے حدیث شریف کے ابواب میں ایسے واقعات دیکھ کر ان کا انتخاب کر کے ایک کتاب بنا دینے کی افادیت محسوس کی پھر بخوبی اس کام کو انجام دیا، اور اس قصے سے جو سبق ملتا ہے اس کی طرف بھی اچھا اشارہ کیا ہے، انہوں نے ایک محنت طلب کام کو اچھے سلیقے سے پیش کیا جو بطور کتاب پیش کر رہے ہیں امید ہے کہ اس کتاب سے عبرت ونصیحت حاصل کرنے میں اچھی مدد ملے گی دعاء کہ یہ مجموعہ قصص عند اللہ مقبول ہو اور رضائے الٰہی کے حصول کا باعث ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

حضرت مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی دامت برکاتہم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين وخاتم النبيين محمد بن عبد الله الأمين، وعلى آله وصحبه أجمعين وبعد۔

عربی نثر میں زبان وبیان کی قوت ورعنائی، ادبی حلاوت ولطافت، فصاحت وبلاغت، جمال تعبیر، حسن ادااور اسلوب کی دلکشی وتاثیر میں قرآن کریم کے بعد حدیث نبوی کا مقام ومرتبہ ہے، قرآن کریم اللہ تعالی کا بھیجا ہوا الٰہی اور معجزانہ کلام ہے، جسے نہ تو شاعری کہا جاسکتا ہے اور نہ ہی نثر اور کلام رسول ﷺ انسانی کلام میں سب سے اعلی وارفع اور فصیح ترین کلام ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قصہ ادب میں اہم صنف ہے اور وہ بعض وقت شعر سے زیادہ تاثیر رکھتا ہے، شعر کا اثر وقتی ہوتا ہے، لیکن قصہ پوری زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ قصہ کا دور اور اس کا عمل شعر کے دور اور اس کے عمل سے پہلے شروع ہوجاتا ہے، اس کی ابتداء ماں کی گود سے ہوتی ہے، مائیں اپنے ذوق اور مزاج کے اعتبار سے قصوں کے ذریعہ بچہ کا دل بہلاتی ہیں، اور بعض وقت بعض قصے بچے کے ذہن کی تشکیل میں اہم رول ادا کرتے ہیں، بعض بڑی شخصیتوں کے تذکرہ میں ایسے قصوں کا تذکرہ ملتا ہے، جوانہوں نے بچپن میں سنے یا پڑھے، اور بعض قصے نفسیات اور فکر پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

قصہ کی اہمیت اور تأثیر کے پیش نظر مصلحین اور معلمین ذہن سازی کے لئے اور تأثیر قلبی کے لئے قصوں کا سہارا لیتے ہیں، قرآن کریم میں اور حدیث شریف میں قصوں کا عظیم سرمایہ ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ پر قصہ کی اہمیت اور افادیت بیان کی گئی ہے ﴿فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (اعراف:۱۷۶) ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ﴾ (یوسف:۳)

قرآنی قصوں کا اسلوب عام قصوں سے مختلف ہے، اس لئے کہ اس کا مقصد محض قصہ بیان کرنا اور تفریح یا علم میں اضافہ نہیں ہے، بلکہ بنیادی مقصد موعظت ہے، جیسا کہ سورہ یوسف کے اخیر میں قرآنی واقعات اور قصص کی معنویت اور مقصد کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے ﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (سورہ یوسف:۱۱۱) (اگلے لوگوں کے ان قصوں میں عقل و ہوش رکھنے والوں کے لئے عبرت ہے یہ جو کچھ قرآن میں بیان کیا جارہا ہے، بناوٹی باتیں نہیں ہیں، بلکہ جو کتابیں اس سے پہلے آئی ہوئی ہیں انہی کی تصدیق کرتی ہے اور ہر چیز کی تفصیل اور ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے)۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

> ''قرآن کریم نے دعوت کے لئے واقعات بیان کرنے اور مثالیں دینے کا اسلوب اختیار کیا ہے، دوسرے وسائل دعوت کی بہ نسبت یہ طریقہ زیادہ زود اثر اور دلنشیں ہے اور مقصد کے حصول میں یہ طریقہ زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوا ہے، ایک طرف قرآن کریم نے اگر تفصیلی ضابطے اور قانونی باریکیاں بتانے کو ضروری نہیں سمجھا ہے تو دوسری طرف اس خلا کو (اگر اس

کو خلا سمجھا جائے جو درحقیقت خلا نہیں ہے) انبیاء کرام کی سیرت اور ان کے مواعظ اور دعوت پر مکالموں کے نمونوں سے پر کیا ہے۔ یہ نمونے دلوں پر اثر اندازی کی بے انتہا قوت رکھتے ہیں، ذہن وقلب پر ان کا سحر کی مانند اثر ہوتا ہے، کیونکہ عملی نمونوں کا جو اثر ہوتا ہے، وہ کسی دوسرے وسائل دعوت کا نہیں ہو سکتا، منطقی، نفسیاتی، علم کلام کے انداز کے جدلی اصول، دعوت کے لئے کارآمد عناصر نہیں ثابت ہوئے ہیں، تمام آسمانی صحیفوں نے شروع سے آخر تک عملی نمونوں پر اعتماد کیا ہے، یہ نمونے اور مثالیں ادبی شہ پارے ہیں جو دلوں کو موہ لیتے ہیں"۔

(دعوت وتبلیغ کا معجزانہ اسلوب، ص:۲۴-۲۵)

کلام رسول ﷺ پر قرآنی ادب کا اثر نمایاں ہے اور قرآنی ادب کے رنگ وآہنگ میں اسی طرح ڈوبا ہوا ہے جس طرح حضور اقدس ﷺ کے اخلاق وعادات اور آپ کی سیرت وکردار قرآن کریم کا پرتو ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ "آپ اخلاق میں قرآن کا مجسم نمونہ تھے"۔

قرآنی مدرسہ میں تربیت اور تعلیم کے اثر سے آپ کے کلام میں قرآنی ادب کے تمام رنگ پائے جاتے ہیں، قرآن کا حکایتی اسلوب وانداز، تاریخی اور تشریعی انداز، واقعہ نگاری، جذبات نگاری، تصویر کشی، منظر کشی، احساسات وجذبات کی ترجمانی، یہ تمام رنگ وآہنگ آپ کے کلام میں پائے جاتے ہیں، اسی طرح قرآن کریم کی جو ادبی اور فنی خصوصیات ہیں وہ بھی آپ کے کلام میں ملتی ہیں، جیسے کلام مرسل، کلام مقید، الفاظ کی موسیقیت، صوتی تناغم، کلام کی سلاست وروانی، کلام کی عظمت وشکوہ، انذار وتبشیر اور نفسیات کی ترجمانی وغیرہ۔

مخاطبین کے فکری اور نفسیاتی حالات کے اعتبار سے اور زندگی اور موضوعات کے

تنوع کے لحاظ سے حدیث نبوی کے موضوعات میں تنوع پایا جاتا ہے، اور اسی طرح حدیث نبوی میں نفس انسانی پر اثر ڈالنے اور معانی ومفاہیم کو ذہنوں اور دلوں میں بٹھانے کے لیے تأثیر واقناع کے تمام ذرائع اختیار کیے گئے ہیں۔

ادب نبوی اور کلام رسول کو بیان کرتے ہوئے متاخرین نے لکھا ہے کہ آپ کا کلام الہامی اور موفق من اللہ ہے، اور آپ کے سوا کسی کے بس میں نہیں کہ آپ جیسا کلام پیش کرے، وہ انسانی کلام میں سب سے زیادہ حسین ودلکش اور سب سے زیادہ فصیح وبلیغ ہے، کلام عرب میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کرتے ہوئے جاحظ اپنی معرکہ آراء کتاب ''البیان والتبیین'' میں رقم طراز ہے:-

''وہ ایسا کلام ہے جس کے حروف کی تعداد کم، مفہوم ومعانی کی مقدار فزوں تر، تصنع سے پاک، تکلف سے بری، تفصیل کی ضرورت ہو تو مفصل، اختصار کافی ہو تو مختصر، نہ متروک ونامانوس الفاظ، نہ لوچ پوچ اور سوقیانہ تعبیر، میراث دانش کی تقسیم، خموشی فکر ونظر کا پیغام، زبان مبارک سے ادا ہونے والا ہر جملہ تجلیات ربانی کے ہالے میں، تائید الہی کی متانت، توفیق ایزدی کی سلاست، یہی وہ کلام حبیب ہے جس کا خمیر اللہ کی عطا کردہ محبت وقبولیت سے اٹھا ہے، ایک طرف اس میں شکوہ وجلال، دوسری طرف شیرینی وجمال، کوئی سنے تو فہم وفراست کو جلا ملے، دیکھے تو الفاظ بس گنے چنے، نہ آپ کو اس کی ضرورت کہ اپنے جملوں کو دہرائیں، نہ سننے والے کو اس کی حاجت کہ

''سمجھے نہ کوئی بات مکرر کہے بغیر''

نہ کوئی لفظ رواروی میں زبان نبوت سے نکلا، نہ کبھی کوئی قدم بہکا، نہ کوئی دلیل کمزور وبے اثر ثابت ہوئی، نہ کوئی حریف آپ کے سامنے ٹک سکتا، نہ کوئی خطیب آپ کو لاجواب کر پاتا، آپ کی مختصر مگر جامع گفتگو کے آگے طویل طویل خطابت ہیچ اور شعلہ بار خطیب سرافگندہ، کبھی حریف کی زباں بندی کے جتن نہ کرتے، البتہ اس کی

عقل وفہم کے مطابق اسے سمجھانے کی کوشش فرماتے، صرف سچے اور پکے دلائل سے کام لیتے، راستی وحق گوئی میں ہی کامیابی تلاش کرتے، نہ پرفریب بحث ومباحثہ کرتے، نہ چرب زبانی سے کام لیتے، نہ تذلیل وتضحیک، نہ ہجو وتمسخر، گفتگو میں نہ سست روی نہ جلد بازی، نہ بے ضرورت تفصیل، نہ بے موقع اختصار۔

آپ سے پہلے بنی نوع انسان کے لیے ایسا کلام ناشنیدہ ہی رہا تھا جس کا نفع عام اور بھرپور، جس کا ہر لفظ صدق ووفا کا عنوان، جو توازن لفظی ومعنوی کا شاہکار، حسن ظاہر اور جمال باطن کا مرقع، رعنائی وزیبائی اس پر صدقے، گہرائی وگیرائی اس پر نثار، تاثیر وروانی کا پیکر جمیل، مفہوم ومعنی صوت وادا کے شانہ بہ شانہ، گوہر مقصود مانند مہر عالم تاب۔ یہ ہے نبوت کی شیریں دہنی اور کلام حبیب بہ زبان حبیب۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (البیان والتبیین، ص: ۲/۷-۸، دار الکتاب العلمیۃ بیروت، لبنان)

محمد بن سلام کہتے ہیں کہ یونس بن حبیب نے کہا: کلام رسول میں جو لآلی ودرر اور شاہکار ادبی نمونے ملتے ہیں وہ کسی اور کے کلام میں نہیں ملتے"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أنا أفصح العرب بيد أني ربيت في بني سعد" و "أدبني ربي فأحسن تأديبي" قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾ (سورہ نجم: ۳-۴)۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام قرآنی تعلیمات کی ترجمانی اور تعلیم ہے، حضور صلی اللہ کے سامنے اصحاب کی تربیت تھی، ان کی تعلیم کے لیے قصوں کا استعمال کیا، اس لیے کہ قصوں کا اثر براہ راست قلب پر پڑتا ہے اور انسان کا مزاج ہے کہ وہ نصیحت وعبرت حاصل کرتا ہے۔

حدیث شریف میں بکثرت قصے موجود ہیں، اور یہ قصے زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق ہیں، عزیزی مولوی خلیل احمد حسنی ندوی (استاذ مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی) نے ان قصوں کو اردو میں منتقل کیا ہے، تاکہ اردو داں طبقہ بھی ان قصوں سے

سبق حاصل کرے، اس لیے کہ یہ قصے انفرادی زندگی سے متعلق ہیں اور اجتماعی زندگی سے بھی، خدا کے حقوق، انسانی حقوق کی ادائیگی، امانت اور خدا کے حضور میں جواب دہی کا احساس اور انسانی ہمدردی سے متعلق جو قصے ہیں، ان کا انتخاب کیا، عزیز سلمہ کی ایک کتاب اصلاح معاشرہ چالیس حدیثوں کی روشنی میں اس سے پہلے شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہے۔

پیش نظر کتاب حدیث شریف کے ۵۱ر قصوں پر مشتمل ہے، ان میں ایک قصہ تین شخصوں پر مشتمل ہے جس میں زندگی کے تین شعبے آ گئے ہیں، جن میں اکثر غفلت ہوتی ہے، ایک والدین کے حقوق سے متعلق، دوسرا امانت سے متعلق اور تیسرا عفت سے متعلق، اس میں پوری زندگی آ گئی، اس دور میں ان تینوں شعبوں میں غفلت برتی جاتی ہے، اگر یہ تین چیزیں زندگی میں آ جائیں تو موجودہ زندگی سدھر جائے، اسلام جامع دین ہے، اس میں زندگی کے لیے تعلیمات ہیں، حدیث شریف میں یہ قصے زندگی کے ہر شعبے سے متعلق ہیں، اور اگر ان سے سبق لیا جائے تو پوری زندگی سدھر سکتی ہے۔

امید ہے اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے فائدہ اٹھائیں گے اور لطف بھی حاصل کریں گے، اللہ تعالیٰ مقبولیت سے نوازے اور مفید بنائے (آمین)۔

محمد واضح رشید حسنی ندوی
(معتمد تعلیم ندوۃ العلماء لکھنو)

۱/۳/۲۰۱۶ء
۲۰/۵/۱۴۳۷ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرتب کے قلم سے

انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ ماضی کو ضرور پیش نظر رکھتا ہے، پچھلی قوموں کے حالات، ماضی میں پیش آئے واقعات اور گذرے ہوئے لوگوں کے قصوں سے اسے خاص دلچسپی ہوتی ہے، وہ ان واقعات سے عبرت حاصل کرتا ہے جو ان کو پیش آئے، ان حوادث سے نصیحت حاصل کرتا ہے جن سے وہ دوچار ہوئے، ماضی میں پیش آئے یہ واقعات حال کے لوگوں پر گہرا اثر ڈالتے ہیں، وہ ان کے دماغ کو ہلا دیتے ہیں، دلوں کو جھنجوڑ دیتے ہیں اور ان کی زندگی میں وہ تبدیلی لاتے ہیں جو نہ کوئی شعلہ بیاں مقرر لاسکتا ہے اور نہ ہی بڑے سے بڑا انشاء پرداز۔

یہ قصے ان کو سوچنے پر آمادہ کرتے ہیں، غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں، گذشتہ قوموں اور گذرے ہوئے لوگوں کے اچھے یا برے انجام سے سبق لینے پر مجبور کرتے ہیں، دیکھیے قرآن کریم ان قصوں کے بارے میں کیا کہتا ہے، ذرا سوچیے قصے سنانے کا حکم کس کو دیا جارہا ہے، اس ذات کو دیا جارہا ہے جو بشیر بھی ہے اور نذیر بھی، ﴿فَاقۡصُصِ الۡقَصَصَ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (تو یہ سرگزشت ان کو سنا دیجیے شاید وہ سوچیں)۔

قرآن کریم میں جابجا انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ، ان کی قوموں کا تذکرہ، ایمان لانے کا تذکرہ، ایمان نہ لانے کا تذکرہ، انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی قصے کے اسلوب میں کیا گیا ہے، ایک جگہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے، ﴿وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَأَ الَّذِيۤ

آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ☆وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴾(اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس شخص کا قصہ سنا دیجیے جس کو ہم نے اپنی نشانیاں دیں تو وہ ان سے نکل بھاگا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا تو وہ گمراہوں میں ہو گیا اگر ہم چاہتے تو ان سے اس کو بلندی عطا کرتے لیکن وہ زمین کا ہو کر رہ گیا اور اپنی خواہش پر چلا تو اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے اگر تم اس حملہ کرو تو ہانپے یا اس کو چھوڑ دو تو ہانپے یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو یہ سرگزشت ان کو سنا دیجیے شاید وہ سوچیں)۔

سورہ بقرہ میں بنی اسرائیل کے ایک مقتول کا زندہ ہو کر گواہی دینے کا قصہ، یاجوج ماجوج کا قصہ، قارون کا قصہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خدائی کا دعویٰ کرنے والے فرعون کا قصہ، حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ، سامری کا قصہ، کعبہ کی تعمیر کا واقعہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور وقت کے نمرود کا قصہ، غار میں پناہ لینے والے نوجوانوں کا قصہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے درمیان مکالمہ، اور اس کے ذیل میں دیوار گرنے، بچے کو قتل کرنے اور کشتی میں سوراخ کرنے کا قصہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ایک قبطی کے قتل ہونے، اور پھر ان کے مدین پہنچنے، وہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی دو صاحبزادیوں کی مدد کرنے، دس سال قیام کرنے اور پھر ان میں سے ایک سے نکاح کرنے کا قصہ، فرعون کے جادوگروں کا قصہ، ان کے ایمان لانے کا قصہ، ذوالنورین کا قصہ، اور اس کے علاوہ متعدد قصے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں یہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو دین کے راستے میں کتنی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا، کتنی اذیتوں سے دوچار ہونا پڑا اور کتنی مصیبتوں کو جھیلنا پڑا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قصوں کے پیرائے میں اپنی بات کہنے اور گذشتہ امتوں کے واقعات سے روشناس کرانے کا حکم دیا گیا تھا، ارشاد باری تعالی ہے، ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ﴾ (اور کتاب میں مریم کا بھی تذکرہ کیجیے) ایک دوسری جگہ ارشاد ہے، ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ﴾ (کتاب میں ابراہیم کا بھی تذکرہ کیجیے) ایک جگہ ارشاد ہے، ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ﴾ (کتاب میں اسماعیل کا بھی تذکرہ کیجیے) ایک اور جگہ ارشاد ہے، ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَى﴾ (کتاب میں موسی کا بھی تذکرہ کیجیے) ایک جگہ ارشاد ہے، ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ﴾ (کتاب میں ادریس کا بھی تذکرہ کیجیے،) ایک جگہ ارشاد ہے، ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ﴾ (ہمارے بندے ایوب کو یاد کیجیے) ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ﴾ (ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجیے جو قوت والے تھے)۔

ان آیات پر نظر ڈالنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصے درحقیقت تبلیغ دین کا موثر ترین ذریعہ ہیں، اسی طرح اللہ تعالی نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بھی حکم دیا کہ اپنے سے پہلے لوگوں کی تاریخ سے لوگوں کو باخبر کرائیں تاکہ لوگ اس انجام سے بچنے کی فکر کریں جو ان کا ہوا، اور ان اسباب سے بھی بچیں جو اس طرح کے انجام کا سبب بنتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے، ﴿وَاذْكُرُواْ إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاء مِن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُوراً وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتاً فَاذْكُرُواْ آلاء اللّهِ وَلاَ تَعْثَوْا فِي الأَرْضِ مُفْسِدِينَ﴾ (اور یاد کرو جب اس نے عاد کے بعد تمہیں سرداری بخشی اور زمین میں تمہیں آباد کیا، تم اس کے ہموار علاقوں میں محلات بناتے ہو، اور پہاڑوں کے مکانات تراشتے ہو تو اللہ کے احسانات یاد کرو اور زمین میں بگاڑ مچاتے مت پھرو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی اسلوب میں اپنی قوم کو ڈرایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، ﴿ وَيَا قَوْمِ لاَ يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَن يُصِيبَكُم مِّثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا

قَومُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ﴾ (اے میری قوم! کہیں ہم سے تمہاری ضد تمہیں اس حد تک نہ پہنچادے کہ تم پر بھی اسی جیسی (مصیبت) آن پڑے جو قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھی اور لوط کی قوم بھی تم سے کچھ دور نہیں)

اسی طرح آپ ﷺ وہ قصے بھی اپنے اصحاب کو سنایا کرتے تھے، جو ان کی ہمت بڑھاتے تھے، ان کی تسلی کا سامان فراہم کرتے تھے، ان کو یقین دلاتے تھے کہ کامیابی انہی کے قدم چومے گی، نتیجہ انہی کے حق میں نکلے گا، اور غلبہ ان ہی کو حاصل ہو کر رہے گا۔

اسی مقصد کے پیش نظر مرکز ابوالحسن علی الحسنی الندوی کے ڈائرکٹر خال معظم مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی مدظلہ نے احادیث نبویہ میں مذکور قصوں کو جمع کرنے اور ان کو ترتیب دینے کا کام ناچیز کے سپرد کیا، توفیق الٰہی سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا، شرف کی بات میرے لیے یہ ہے کہ جد محترم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی، مولانا واضح رشید ندوی مدظلہ العالی نے اس رسالہ کے لیے اپنے قیمتی کلمات تحریر فرمائے اور اس موضوع پر روشنی ڈال کر قصوں کی افادیت کو اور واضح کر دیا، میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گا استاد محترم مولانا عبدالسبحان ناخدا ندوی مدظلہ اور مولانا عبدالرشید ندوی مدظلہ کا جنہوں نے اس رسالہ پر نظر ڈالی، غلطیوں سے آگاہ کیا، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناشکری کا انجام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور پاک ﷺ سے سنا ہوا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے، ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، تیسرا نابینا، اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو آزمانا چاہا، چنانچہ اس نے ایک ایک کر کے ان تینوں کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، وہ فرشتہ ایک انسان کی شکل میں سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے کہا! آپ کو سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اس نے جواب دیا، خوبصورت رنگ، خوبصورت کھال، اور اس بیماری سے نجات جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں، یہ سن کر اس فرشتے نے اس کوڑھی کے جسم پر ہاتھ پھیرا، ہاتھ پھیرا تھا کہ اس کی وہ بیماری دور ہوگئی، رنگ بھی صاف ہوگیا اور کھال بھی خوبصورت ہوگئی، فرشتہ نے پھر اس سے پوچھا، مال میں آپ کو سب سے زیادہ کون سا مال پسند ہے؟ اس نے جواب دیا، اونٹنی چنانچہ اس کو ایک ایسی اونٹنی بھی دیدی گئی جو گابھن تھی، اس کے بعد وہ فرشتہ اس کو برکت کی دعا دیتا ہوا وہاں سے رخصت ہوگیا۔

پھر وہ فرشتہ اس شخص کے پاس آیا جس کے سر پر بال نہیں تھے، اور اس سے اس کی پسند دریافت کی، اس نے جواب دیا، میری تو بس ایک ہی خواہش ہے کہ میرے سر پر بال نکل آئیں، اور اس بیماری سے چھٹکارا مل جائے جس نے لوگوں کو مجھ سے دور کر دیا ہے، فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور اس کے سر میں کالے اور گھنے بال نکل آئے، پھر فرشتہ نے اس سے پوچھا، مال میں آپ کو سب سے زیادہ کون سا مال پسند

ہے؟ اس نے جواب دیا، گائے چنانچہ اس کو بھی ایک گابھن گائے دے دی گئی، اس کے بعد فرشتہ نے اس کے لیے بھی برکت کی دعا کی، اور روانہ ہو گیا۔

وہی فرشتہ اب نابینا کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کہا کہ آپ کو سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟، اس نے جواب دیا، میں تو صرف یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالی میری بینائی مجھے لوٹا دے تا کہ میں بھی دنیا دیکھوں، فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اس کی آنکھیں دیکھنے لگیں، اب فرشتہ نے اس سے پوچھا، بتائیے کون سا مال آپ کو زیادہ پسند ہے، اس نے جواب دیا، بکری، چنانچہ اس کو ایک ایسی بکری دیدی گئی جو بچہ جننے کے قریب تھی، پھر فرشتہ نے اس کے لیے اس کے مال میں برکت کی دعا کی، تینوں کے جانوروں نے خوب بچے جنے یہاں تک کہ ایک کی وادی اونٹوں سے بھر گئی دوسرے کی گایوں سے اور تیسرے کی بکروں سے۔

کچھ عرصہ کے بعد وہی فرشتہ کوڑھی کے پاس کوڑھی بن کر آیا اور کہنے لگا! میں مسافر ہوں، ضرورت مند ہوں، راستے کے لیے کھانے پینے کا جو سامان لے کر نکلا تھا وہ سب ختم ہو چکا ہے، منزل تک پہنچنا ممکن نہیں سوائے اس کے کہ اللہ کی مدد ہو اور آپ کا تعاون ہو، میں اس خدا کا واسطہ دے کر آپ سے سوال کرتا ہوں، جس نے آپ کو خوبصورت کھال، صاف رنگ اور اونٹ عطا کیا کہ اس سفر میں میری کچھ مدد کر دیں تا کہ میں منزل مقصود تک پہنچ سکوں، اس نے جواب دیا، میرے اوپر اور بھی حقوق ہیں جن کی ادائیگی میرے ذمہ ہے، فرشتہ نے جب اس کا یہ صاف انکار سنا، تو کہا کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے میں نے تم کو دیکھا ہے، تم وہی کوڑھی تو نہیں ہو جس کے پاس آنے سے لوگ کتراتے تھے، اللہ تعالی نے تمہیں اس بیماری سے شفاء عطا فرمائی، غریب تھے، دانے دانے کو محتاج تھے، اللہ تعالی نے اپنے فضل سے تمہیں مالا مال کر دیا، اس نے جواب دیا، ایسا کچھ نہیں ہے، میں تو پشتینی رئیس ہوں، اور یہ دولت تو مجھ کو باپ دادا سے وراثت میں ملی ہے، فرشتہ نے یہ سن کر کہا، اگر تم جھوٹے ہو تو میری دعا

ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس حالت میں لوٹا دے جس حالت میں تم پہلے تھے۔

اس کے بعد وہ فرشتہ گنجے کے پاس گنجے ہی کی شکل وصورت میں گیا اور اس کے سامنے بھی اپنی پریشانی کا اظہار کیا، اور اس کا بھی وہی ردعمل دیکھا جو اس سے پہلے والے کا دیکھ چکا تھا، فرشتہ نے اس کو بھی یہی بددعا دی کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو پہلی حالت میں لوٹا دے۔

اس کے بعد وہ فرشتہ نابینا کے پاس گیا، اور کہا! میں اللہ کے نام پر آپ سے کچھ مانگنے کے لیے آیا ہوں، مسافر ہوں مگر سامان سفر ساتھ نہیں، غربت کا مارا ہوں، اور اب تو منزل مقصود تک پہنچنا بھی مشکل لگ رہا ہے، آپ سے مدد کی درخواست ہے اور خدا کے نام پر ایک بکری کا سوال ہے تاکہ دوران سفر مجھے کوئی دشواری نہ ہو، اندھے نے جواب دیا، میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے بینا کر دیا، غریب تھا، اللہ تعالیٰ نے مالدار کر دیا، جو بھی دل چاہے اور جتنا بھی چاہے اللہ کے نام پر لے جاؤ، اور اپنی ضرورت پوری کر لو، خدا کی قسم! میں تم کو کوئی بھی وہ چیز لینے سے نہیں روکوں گا جو تم اللہ کے نام پر لوگے، جب اس شخص نے اس کی بات سنی تو کہنے لگا! مبارک ہو، میں تو اللہ کا فرشتہ ہوں، اللہ نے مجھے تین بندوں کو آزمانے کے لیے بھیجا تھا، دو آزمائش میں پورے نہ اتر سکے، مگر تم نے اللہ کو یاد رکھا، اور ان نعمتوں کو اللہ کا فضل سمجھا، اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں اور زیادہ برکت عطا فرمائے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الزہد والرقائق)

پاکدامنی پر خدا کا انعام

حضور پاک رصلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے کبھی بھی جھوٹ کا سہارا نہیں لیا، ہاں آپ کو تین مرتبہ خلاف واقعہ بات کہنی پڑی، اسمیں بھی دو مرتبہ اللہ کے لیے آپ نے ایسا کیا، ایک دفعہ جب آپ کے گاؤں کے لوگ تہوار کی خوشیاں منا رہے تھے، ایک دوسرے سے مل رہے تھے، مبارک باد دے رہے تھے، اور سیر وتفریح کے لیے نکل رہے تھے، اس وقت انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اپنے ساتھ چلنے کی پیشکش کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو جواب دیا، میں بیمار ہوں، دوسری بار آپ نے خلاف واقعہ بات اس وقت کہی جب وہ لوگ واپس ہوئے اور بتوں کو زمین بوس پایا، تو وہ غصہ سے آگ بگولہ ہو گئے، اور تحقیق کرنے لگے کہ کس نے یہ سب کیا؟ ذہن ابراہیم علیہ السلام کی طرف گیا، کیونکہ صرف وہی اس وقت موجود تھے، چنانچہ انہوں نے کہا کہ یہ سب ان ہی کا کیا دھرا ہے، غرض انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا، ابراہیم علیہ السلام نے ان کو جواب دیا، یہ کام بڑے بت نے کیا ہے، اور تیسری بار جب وہ دوران سفر ایک ظالم وجابر بادشاہ کی سرزمین میں داخل ہو گئے، ان کے ساتھ ان کی بیوی حضرت سارہ بھی تھیں، اور وہ نہایت حسین وجمیل خاتون تھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا: یہ ظالم بادشاہ اگر یہ جان جائے گا کہ تم میری بیوی ہو تو وہ تم کو اپنے حرم میں داخل

کرنا چاہے گا، لہذا اگر وہ تم سے تمہارے بارے میں کچھ پوچھے تو کہدینا کہ تم میری بہن ہو، اور اسلامی رشتہ سے ہم دونوں بھائی بہن ہیں بھی، خیر وہ چلتے چلتے جب اس بادشاہ کے علاقے میں داخل ہوئے تو بادشاہ کے مخبروں میں سے کسی مخبر نے بادشاہ سے جا کر کہدیا: حضور والا آپ کی سرزمین پر ایک ایسی حسین وجمیل خاتون نے قدم رکھا ہے جو صرف آپ کے لائق ہے، بادشاہ نے ان کو تلاش کر کے پیش کیے جانے کا حکم دیا، ابراہیم علیہ السلام تو نماز میں مشغول ہو گئے، جب حضرت سارہ بادشاہ کے پاس پہنچیں تو ان کے حسن کو دیکھ کر وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا، لیکن اس کا ہاتھ بری طرح جکڑ گیا، اس نے عاجزی کے ساتھ ان سے درخواست کی، تم اللہ تعالی سے دعا کرو کہ وہ میرا ہاتھ چھوڑ دے میں تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچاوں گا، انہوں نے دعا کی، اور اس کا ہاتھ چھوٹ گیا، لیکن اس پر شیطان سوار تھا، چنانچہ اس نے دوبارہ پھر وہی حرکت کی، اس مرتبہ اس کا ہاتھ پہلے سے بھی زیادہ بری طرح جکڑ گیا، بادشاہ نے گڑگڑا کر پھر دعا کی درخواست کی، حضرت سارہ نے پھر دعا کی، اور اس بار بھی اللہ تعالی نے ان کی دعا اس ظالم بادشاہ کے حق میں قبول کی اور اس کا ہاتھ چھوٹ گیا، لیکن اس دنیاوی سزا کا اس پر کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا بلکہ اس نے نفس کے بہکاوے میں آ کر تیسری بار پھر وہی حرکت کرنا چاہی، لیکن اس مرتبہ اس کا ہاتھ گذشتہ دونوں مرتبہ سے زیادہ بری طرح جکڑ گیا، اب کی بار اس نے گڑگڑاتے ہوئے دعا کی درخواست کی اور حضرت سارہ کو یقین دلایا کہ وہ ان کو کوئی زک نہیں پہنچائے گا، بلکہ نہایت عزت کے ساتھ ان کو یہاں سے رخصت کرے گا، حضرت سارہ نے پھر دعا کی اور اس کا ہاتھ چھوٹ گیا، بادشاہ نے حضرت سارہ کو لانے والے کو بلایا اور کہا! تم میرے پاس کسی دوسری مخلوق کو لے آئے ہو، ان کو یہاں سے رخصت کردو، اور بطور خادمہ ان کے ساتھ حضرت ہاجرہ کو بھی کردو، حضرت سارہ جب باہر

آئیں، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظر ان پر پڑی، آپ نے نماز پوری کی، اور ان سے پوچھا! کیا ہوا؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالی نے خیر کا معاملہ کیا، اس نے میری عزت وآبرو کو ایک فاسق وفاجر بادشاہ کے ہاتھوں لٹنے سے نہ صرف بچالیا، بلکہ اس کو اس بات کی توفیق بھی دی کہ اس نے ایک خدمت کرنے والی خاتون ہمار ے ساتھ کردی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اے اہل عرب یہی تمہاری ماں ہیں۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الفضائل)

آیت الکرسی کی اہمیت اور افادیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے زکاۃ کی نگرانی پر مامور کیا، میں نے دیکھا کہ ایک اجنبی شخص آیا، اور غلہ کی چوری کرنے لگا، میں نے اس کو پکڑ لیا، اور کہا! خدا کی قسم میں تم کو رسول اکرم ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا، اس نے اپنی مفلسی کا رونا رویا، بیوی، بچوں کی بھوک کا واسطہ دیا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کی باتوں میں آ گیا، اور بغیر تحقیق کیے اس کو جانے دیا، صبح جب میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: گذشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے جواب دیا، اے اللہ کے رسول ﷺ، اس نے اپنی ضرورتیں بیان کیں، بیوی، بچوں کا حوالہ دیا، میرا دل پگھل گیا، ، اور مجھے اس پر ترس آ گیا، چنانچہ میں نے اس کو جانے دے دیا، آپ ﷺ نے فرمایا! اس نے تم سے غلط بیانی کی اور جھوٹ بولا، وہ پھر چوری کرنے آئے گا، میں سمجھ گیا کہ اب وہ دوبارہ آئے گا کیوں کہ حضور پاک ﷺ نے یہ فرما دیا ہے، میں رات میں اس کی تاک میں بیٹھ گیا، وہ پھر غلہ چوری کرنے کے لیے آیا، میں نے اس بار بھی اس کو دبوچ لیا، اور کہا! آج تو میں ضرور تم کو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا، اس نے گڑگڑاتے ہوئے کہا! مجھے معاف کر دو اور جانے دو، میں ضرورت مند ہوں، حالات کا مارا ہوا ہوں، بیوی، بچوں کی ذمہ داری بھی میرے اوپر ہے، وعدہ کرتا ہوں کہ اب

دوبارہ چوری کرنے نہیں آؤں گا، اس کی باتوں سے میرا دل پھر بھر آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ چلا گیا، صبح جب میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا! ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے کہا! اے اللہ کے رسول ﷺ آج پھر اس نے اپنا دکھڑا سنایا، پریشانی کا اظہار کیا، اور گھریلو حالات بیان کیے، چنانچہ پھر مجھے اس پر ترس آ گیا اور میں نے اس کو جانے دیا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا، اس نے پھر جھوٹ بولا، وہ پھر آئے گا، میں تیسری مرتبہ پھر اس کے انتظار میں بیٹھ گیا، وہ پھر غلہ چوری کرنے کے لے آیا، میں نے اس کو دبوچ لیا، اور کہا! آج تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے اور نہ ہی بچ کے نکل سکتے ہو، آج تو میں تم کو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا، تم ہر بار نہ آنے کا وعدہ کرتے ہو، اور پھر وعدے سے مکر جاتے ہو، اور ہر بار مجھے اپنی چکنی چپڑی باتوں میں پھنسا لیتے ہو، اور مجھے ہر بار حضو پاک ﷺ کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے، اس نے پھر روتے ہوئے کہا! آج مجھے چھوڑ دو بدلے میں میں تم کو ایسی بات بتاؤں گا جس سے تم کو بہت فائدہ پہنچے گا، میں نے کہا: وہ بات کیا ہے؟ اس نے کہا! جب تم اپنے بستر پر سونے کے لیے جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو (اللہ لا الہ الا ھوالحی القیوم. البقرۃ ۲۵۵) یاد رکھو کہ ایسا کرنے پر خدا کی طرف سے برابر تمہاری حفاظت ہوتی رہے گی، اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آ پائے گا، میں نے اس کو جانے دیا، صبح جب میں نبی کریم ﷺ کی مجلس میں پہنچا تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: گذشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے جواب دیا، اے اللہ کے رسول ﷺ اس نے کہا کہ اگر میں اس کو چھوڑ دوں تو بدلے میں ایسی بات بتائے گا جو میرے لیے بڑی مفید ثابت ہوگی، میں نے اس کی یہ شرط منظور کرلی، اور جب اس نے وہ بات مجھے بتا دی، تو میں نے اس کو چھوڑ دیا، آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا، اس

نے تمہیں کیا بات بتائی؟ میں نے جواب دیا، اس چور نے مجھ سے کہا کہ جب تم سونے کے لیے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ خدا کی طرف سے تمہاری برابر حفاظت ہوتی رہے گی، اور صبح تک شیطان تمہارے قریب پھٹک بھی نہ سکے گا، حضور پاک ﷺ نے جواب دیا، وہ ہے تو جھوٹا مگر یہ بات اس نے سچی کہی، اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تم جانتے ہو کہ وہ کون ہے جس سے تم تین راتوں سے مخاطب ہوتے آئے ہو؟ اور وہ تم کو تین راتوں سے چکما دے رہا ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! وہ شیطان ہے۔

(صحیح بخاری- کتاب الوکالۃ)

جریج کی آزمائش

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین لوگ ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے شیر خواری کی حالت میں گفتگو کی، ایک عیسیٰ بن مریم، دوسرا جریج کی پاکبازی کی گواہی دینے والا بچہ، تیسرا ماں کی بات پر بول پڑنے والا بچہ۔

جریج ایک عبادت گزار نوجوان تھا، اس نے اپنی ایک عبادت گاہ بنالی تھی، اسی میں وہ اپنے شب وروز عبادت میں بسر کرتا تھا، اس کی نیکی اور شرافت کی مثال دی جاتی تھی، ہر زبان اس کی پاکدامنی کی گواہی دیتی تھی، اس کی زندگی میں صرف اس کی ماں تھی، لیکن وہ اس سے بھی نہیں ملتا تھا، صرف خدا کی عبادت میں مشغول رہتا تھا۔

اتفاق کی بات کہ ایک دن جریج کی ماں ایسے وقت ان سے ملنے عبادت خانے جا پہنچی جس وقت وہ نماز میں مشغول تھے، ماں نے جریج کو آواز دی، جریج نے دل میں کہا اے میرے رب میری ماں اور میری نماز، اور نماز میں مشغول رہے، ماں کی آواز پر کوئی توجہ نہ دی، ماں چپ چاپ واپس چلی گئی، پھر دوسرے دن آئی لیکن اتفاق سے اس دن بھی جریج نماز میں مشغول تھے، اس دن بھی جریج نے نماز کو ماں سے ملنے پر ترجیح دی، پھر یہی واقعہ تیسرے دن بھی پیش آیا، لیکن اس دفعہ ماں جریج کی بے رخی برداشت نہ کرسکی، اور اس کی زبان سے نکل گیا! اے خدایا اس کو زندگی ہی میں رسوا کردے۔

اسی بستی میں ایک نوجوان فاحشہ عورت بھی تھی، خوبصورت تھی اور خوبصورتی پر اپنی اس کو بڑا ناز تھا، نہ جانے اس کو کیا سوجھی کہ ایک دن اپنی تمام تر اداؤں کے ساتھ جریج کے سامنے جا پہنچی، اور اپنی دلکش اداؤں سے انہیں لبھانے کی کوشش کرنے لگی، لیکن جریج نے اس کی طرف ذرا بھی توجہ نہ دی اور اپنی عبادت میں مشغول رہے، عورت کو اپنی بڑی توہین محسوس ہوئی اور وہ جریج سے اپنی بے عزتی کا انتقام لینے کے لیے ایک چرواہے کے پاس آئی جو عبادت خانے کے پاس ہی رہتا تھا، اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کردیا، چرواہے سے وہ حاملہ ہوگئی، جب اس نے ایک بچہ کو جنم دیا تو کہنے لگی کہ یہ بچہ جریج کا ہے، جریج کا نام سن کر لوگ غصہ سے آگ بگولہ ہوگئے، ایک بھیڑ ان کے عبادت خانے پہنچ گئی، جریج کو باہر نکالا، ان کے عبادت خانے کو ڈھادیا، اور ان کو مارنے لگے، جریج نے تعجب سے پوچھا کہ تم لوگ مجھ کو مار کیوں رہے ہو اور کیوں میری عبادت گاہ ڈھا رہے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ تو نے اس فاحشہ عورت کے ساتھ منہ کالا کیا ہے، اور اس نے تیرا بچہ جنا ہے، جریج نے کہا! بچہ کہاں ہے؟ وہ لوگ بچہ کو لے کر آئے، جریج نے کہا مجھے نماز پڑھنے کی مہلت تو دے دو، غرض انہوں نے نماز ادا کی، بچہ کے پاس آئے اور اس کے پیٹ میں اپنی انگلی چبھو کر کہا! اے بچہ بتا تیرا باپ کون ہے؟ خدا کی قدرت، بچہ بول اٹھا کہ فلاں چرواہا میرا باپ ہے، یہ سننا تھا کہ لوگ جریج کے ہاتھ اور پیر چومنے لگے، اور کہنے لگے! ہم تمہاری عبادت گاہ سونے کی بنادیں گے، لیکن جریج نے کہا، اسے بس پہلی حالت پر لوٹادو۔

تیسرا وہ بچہ جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا، اسی درمیان ایک شخص اپنی شاندار سواری پر شاہانہ لباس زیب تن کیے گزرا، بچہ کی ماں نے اس شخص کا یہ شاہانہ انداز دیکھ کر یہ دعا کی، اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا ہی بنا، بچہ ماں کی چھاتی سے چمٹا دودھ پی رہا تھا وہ فوراً چھاتی سے ہٹ گیا، اور اس شخص کی طرف دیکھ کر کہا! اے اللہ مجھے اس جیسا نہ

بنا، اور پھر دودھ پینے لگا، راوی کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ اپنی شہادت کی انگلی کو منہ میں ڈال کر اس کے دودھ پینے کی حالت کو بیان کر رہے ہیں، کچھ دیر کے بعد ایک بھیڑ ایک باندی کو لے کر وہاں سے گزری، وہ اس کو مار رہے تھے، اور برا بھلا کہہ رہے تھے، اس پر چوری اور بدکاری کا الزام لگا رہے تھے، وہ باندی رو رہی تھی، گڑگڑا رہی تھی، ان الزامات سے انکار کر رہی تھی، اور بڑی عاجزی کے ساتھ یہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کر رہی تھی، میرے لیے میرا اللہ کافی ہے، اور وہی بہترین کارساز ہے، بچہ کی ماں نے اس کی درد بھری آواز سنی اور اس کی یہ گت بنتی دیکھی تو اس کا دل فوراً اپنے لخت جگر کی طرف متوجہ ہوگیا، اور اس نے تڑپتے ہوئے یہ دعا مانگی! اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنا، بچے نے پھر دودھ چھوڑ دیا اور باندی کو دیکھا، اس پر ہو رہے ظلم کو دیکھا، اس پر لگے جھوٹے الزامات کو سنا، لڑکی کی زبان کو حرکت کرتے ہوئے دیکھا اور اس سے نکلے ہوئے جملہ کا اثر اپنے دل پر محسوس کیا وہ فوراً بول اٹھا! اے اللہ مجھے اس جیسا ہی بنا، اب ماں اور بیٹے میں بات چیت ہوتی ہے، ماں بچے سے کہتی ہے: عجیب بات ہے، ایک آدمی انتہائی شان وشوکت کے ساتھ گزرا، میں نے دعا مانگی اے اللہ! تم کو بھی اس جیسا بنا، لیکن تم نے دعا مانگی، اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنا، پھر کچھ لوگ ایک باندی کو مارتے ہوئے گزرے اور وہ کہہ رہے تھے کہ اس نے چوری کی ہے، اس نے بدکاری کی ہے، تب میں نے دعا کی، اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنا، اور تم نے دعا مانگی، اے اللہ! مجھے اس جیسا بنا، بچے نے جواب دیا، وہ شخص جو شاندار سواری پر گذرا وہ بڑا متکبر ہے، میں نے کہا! اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنا، اور یہ باندی جس کے بارے میں یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس نے بدکاری کی ہے اور چوری کی ہے، اس نے نہ تو بدکاری کی تھی اور نہ چوری کی تھی وہ پاکباز تھی تو میں نے دعا کی اے اللہ مجھے اس جیسا بنا۔

(صحیح مسلم- کتاب البر والصلۃ والأدب)

قرض کی وقت پر ادائیگی کا انعام

آپ ﷺ نے فرمایا! بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا، اس کو ضرورت پڑی کچھ پیسوں کی تو اس نے ایک بنی اسرائیلی سے ایک ہزار دینار بطور قرض مانگے کہ ضرورت پوری ہو جانے پر فورا ادا کر دے گا، دینے والے نے اس پر فورا اعتماد کرنا مناسب نہ سمجھا اور گواہ کا مطالبہ کیا، اس شخص نے کہا! اللہ تعالی گواہی کے لیے کافی ہے، تب قرض دینے والے نے کہا: مجھے ایک ضمانت گیر بھی چاہیے، قرض لینے والے نے کہا: اللہ تعالی ضمانت کے لیے کافی ہے، دینے والے نے کہا، تم نے سچ بیانی کی، اور اس کو ایک متعین مدت تک کے لیے وہ رقم دے دی، وہ شخص سمندری سفر کر کے گیا اور اپنی ضرورت پوری کی، پھر اس نے واپس آنا چاہا تا کہ وقت پر پہنچ کر اپنا قرض ادا کر سکے، لیکن کوئی سواری نہ مل سکی، مایوس ہو کر اس نے ایک لکڑی کا تختہ لیا، اس میں سوراخ کیا، سوراخ میں ایک ہزار دینار رکھے، ایک کاغذ پر ایک تحریر لکھ کر اس رقم کے ساتھ اس کاغذ کو بھی رکھ دیا اور اس سوراخ کو دونوں طرف سے بند کر دیا، پھر اس تختہ کو لے کر سمندر کے کنارے آیا، اور اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے یوں گویا ہوا، اے اللہ! بیشک آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے نام پر اور آپ کو گواہ بنا کر فلاں شخص سے ایک ہزار دینا رقرض لیے تھے یہ کہہ کر کہ جیسے ہی میری ضرورت پوری ہوگی وہ قرض واپس کر دوں گا، اب میری ضرورت پوری ہو چکی ہے، لہذا اس رقم کو لوٹانا میرے لیے ضروری ہے،

لیکن واپسی کے لیے کوئی سواری نہیں مل پا رہی ہے، کوشش میں اپنی حد تک پوری کر چکا ہوں، اب ایک یہی راستہ ہے کہ یہ امانت میں آپ کی حفاظت میں اس تک پہنچادوں، یہ کہہ کر اس نے لکڑی کا وہ تختہ سمندر کی لہروں کے حوالہ کر دیا، اور واپس لوٹ گیا، اس درمیان وہ برابر یہ کوشش کرتا رہا کہ کسی سواری کا نظم ہوجائے، تاکہ وہ اس کے شہر جا کر اس کی رقم اس کے حوالے کر دے، ادھر وہ شخص جس نے قرض دیا تھا اس کو رقم کی ضرورت پڑی، وہ بیچارہ یہ دیکھنے کے لیے نکلا کہ کہیں کوئی جہاز وغیرہ آیا ہو جس میں کوئی اس کی رقم بھی لے کر آیا ہو، لیکن اس کو دور دور تک کوئی جہاز نظر نہ آیا، وہ مایوسی کے عالم میں کھڑا تھا کہ اچانک اس کی نظر تیرتے ہوئے لکڑی کے ایک تختہ پر پڑی، اس نے اس لکڑی کو اٹھالیا یہ سوچ کر کہ گھر میں جلانے کے کام آئے گی، لیکن گھر جا کر جب اس کو چیرا تو اس میں اس کو اپنا مال اور ایک تحریر شدہ پرچہ ملا، کچھ دن بعد وہ شخص بھی آگیا جس نے قرض لیا تھا، اور ایک ہزار دینار معذرت کے ساتھ اس کی خدمت میں پیش کیے اور کہا! میں برابر اس کوشش میں رہا کہ کوئی سواری مل جائے تاکہ آپ کی رقم آپ کو لوٹا سکوں، لیکن مجھے کوئی سواری نہیں مل سکی، اس پر قرض دینے والے نے کہا! ارے بھئی آپ کیا بات کر رہے ہیں؟ میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا ہوں، مجھے تو میری امانت مل گئی جو تم نے مجھے بھیجی تھی، قرض لینے والے نے کہا! مجھ سے مزاق نہ کیجیے میں آپ کو بتا تو رہا ہوں کہ مجھے کوئی سواری نہیں ملی، اس پر قرض دینے والے نے کہا! اللہ تعالی نے مجھ تک وہ چیز پہنچادی جو تم نے لکڑی میں رکھ کر بھیجی تھی، اپنے ایک ہزار دینار خوشی خوشی اپنے گھر لے جاؤ۔

(صحیح بخاری- کتاب الحوالات)

صحیح تقسیم پر خدا کا انعام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ایک بیاباں علاقے سے گذر رہا تھا کہ وہاں اس نے ایک آواز سنی جو بادلوں سے یہ کہہ رہی تھی، اے بادلوں! فلاں شخص کے کھیت پر جاکر برسو، بادل وہاں سے چلے گئے اور ایک بنجر زمین پر جاکر خوب برسے، وہاں پانی کو ادھر ادھر بہنے سے روکنے کے لیے پہلے سے موجود ایک قدرتی نالے نے سارا پانی اپنے اندر سمیٹ لیا اور اس نالے کے ذریعہ پانی بہہ کر آنے جانے لگا، اس شخص کو بڑی حیرت ہوئی اور اس نے یہ جاننے کے لیے کہ وہ کون خوش نصیب ہے جس کا کھیت نالے کے اس پانی سے سیراب ہوگا نالے کے کنارہ کنارہ پانی کا پیچھا کرتے ہوئے چلنے لگا، کچھ دور جاکر اس نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا نالے سے آتے اس پانی کو اپنے پھاوڑے سے ادھر ادھر پھیلا رہا ہے، آواز سننے والے نے اس سے اس کا نام پوچھا، اس نے اپنا نام بتایا، نام وہی تھا جو اس نے بادلوں سے سنا تھا، اب اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کیوں کہ بظاہر اس کا کوئی ایسا عمل نظر نہیں آرہا تھا جس کا اس کو یہ صلہ ملتا، اب کھیت والے کو بھی تعجب ہوا کہ یہ شخص تو نام پوچھ کر خاموش ہوگیا، آگے کچھ بولا ہی نہیں، چنانچہ اس نے کہا، ! بھائی! آپ میرا نام کیوں پوچھ رہے ہیں؟ کیا بات ہے؟ سب ٹھیک تو ہے؟ تب اس نے یہ جواب دیا! بات یہ ہے کہ میں نے بادلوں سے آتی ایک

آواز سنی جو بادلوں سے یہ کہہ رہی تھی، اپنے پانی سے فلاں کے کھیت کو سیراب کردو، اور نام وہی لیا گیا جو نام آپ کا ہے، اب آپ یہ بتایئے کہ آپ اس باغ میں ایسا کیا کرتے ہیں کہ خدا نے بادلوں کو اس کھیت کو سیراب کرنے کا حکم دیا، اس پر اس شخص نے جواب دیا، میں بتانا تو نہیں چاہتا تھا لیکن اب آپ نے یہ پوچھ ہی لیا ہے تو میں آپ سے کچھ بھی نہیں چھپاؤں گا، بات دراصل یہ ہے کہ اس کھیت کی جو بھی پیداوار ہوتی ہے اس کا پہلے تو میں اندازہ لگاتا ہوں، پھر ایک تہائی صدقہ کرتا ہوں، ایک تہائی میں میں اور میرے گھر والے کھاتے ہیں، اور ایک تہائی اسی کھیت میں لگا دیتا ہوں، بس یہی میرا عمل ہے، جو شاید میرے رب کو پسند آ گیا ہے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الزہد والرقائق)

ستائی ہوئی لڑکی اللہ کی پناہ میں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ قصہ بیان کرتی ہیں کہ ایک حبشی عورت نے اسلام قبول کیا، مسجد سے متصل ایک خیمہ تھا جس میں وہ رہتی تھی، لیکن وہ ہمارے پاس آتی جاتی رہتی تھی، اس کا حال یہ تھا کہ وہ جب بھی ہمارے پاس آتی تو خوب باتیں کرتی، اور ہر بار جب وہ اپنی گفتگو ختم کرتی تو یہ شعر پڑھتی، "اور وشاح کا دن میری زندگی کا عجیب وغریب دن ہے کہ میرے رب نے مجھے کفر کی نجاست میں آلودہ ہونے سے بچالیا"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے اس عورت سے پوچھ ہی لیا کہ یہ یوم الوشاح کیا ہے جس کا تم گفتگو کے اختتام پر ہمیشہ تذکرہ کرتی رہتی ہو؟ اس سوال پر اس عورت نے جواب دیا، میری کہانی بڑی درد بھری ہے، یہ اس وقت کی بات ہے جب میں ایک نوکرانی تھی جس کا مقصد زندگی مالک کو خوش کرنا، اس کے گھر کی صفائی کرنا، اس کے بیٹوں اور بیٹیوں کی خدمت کرنا اور بدلے میں مالک کی جھڑکیاں سننا تھا، ایک دن میرے مالک کی ایک لڑکی باہر کھیلنے نکلی، اس کے بالوں میں چمڑے کا ایک ربن تھا، وہ ربن اس سے گر گیا، ایک چیل جو وہیں منڈلا رہی تھی، اس نے چمڑے کے اس ربن کو گوشت سمجھ کر جھپٹا مارا اس کو اپنے پنجہ میں دبا کر لے اڑی، لیکن ان ظالموں نے مجھے چور سمجھا، اور مجھ پر بہت ظلم وستم ڈھائے، یہاں تک کہ

معاملہ میری عزت وآبرو تک پہنچ گیا، ان ظالموں نے میرے پیشاب کے مقام میں بھی اس کو تلاش کیا، وہ میرے اردگرد کھڑے تھے، اور میں انتہائی اذیت، پریشانی اور رسوائی کی حالت میں کھڑی اپنے رب کو یاد کر رہی تھی، جی چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور میں اس میں سما جاؤں، ایسی ذلت سے تو مر جانا ہی بہتر تھا، میرے رب کو میری حالت پر رحم آ گیا اور وہی چیل آ گئی اور ہمارے سروں پر منڈلانے لگی پھر اس نے وہ ربن نیچے پھینک دیا، ان لوگوں نے اس ربن کو اٹھا لیا لیکن انہیں اپنے کیے پر ذرا بھی شرمندگی نہ تھی،، تب میں نے ان سے کہا! یہی وہ چیز ہے جس کے تعلق سے تم نے مجھ پر چوری کا الزام لگایا، اور میری عزت تار تار کر دی، جب کہ میں اس سے بری تھی۔

(صحیح بخاری۔ کتاب المناقب)

موسی علیہ السلام کی حیا

آپ ﷺ نے فرمایا، موسی علیہ السلام نہایت ہی باحیا اور ستر پوش تھے، اتنے باحیا اور شرمیلے تھے کہ اپنے پورے جسم کو ڈھک کر رکھتے تھے، ان کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دیتا تھا، بنی اسرائیل ان کو طعنے دیتے تھے، جملے کستے تھے اور کہتے تھے کہ یہ حیاداری محض ایک دکھاوا ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ ایک جلدی روگ میں مبتلا ہیں، جس کی وجہ سے یہ اتنا زیادہ اپنے جسم کو چھپا کے رکھتے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ ان کو کوڑھ کی بیماری ہے، یا آماس خصیہ والے ہیں، یا کوئی اور پریشانی ہے جس کو یہ ظاہر کرنا نہیں چاہتے، اور علاج بھی نہیں کراتے، اللہ تعالی نے ان کو لوگوں کے طعن وتشنیع سے بری کرنا چاہا، ایک دن وہ تنہائی میں نکلے اور اپنے کپڑے پتھر پر رکھدیئے اور نہانے لگے، جب نہا کر فارغ ہوئے اور اپنے کپڑوں کو پہننے کے لیے نکلے، تو وہ پتھر جس پر انہوں نے کپڑے رکھے تھے ان کے کپڑے لے کر بھاگا، حضرت موسی علیہ السلام نے غصہ میں اپنی لاٹھی لی اور پریشانی کی حالت میں پتھر کے پیچھے لپکے، وہ کہہ رہے تھے میرے کپڑے دے دوائے پتھر، میرے کپڑے دے دوائے پتھر، لیکن پتھر پر ان کی فریاد کا کوئی اثر نہ پڑا، اور وہ ان کے کپڑے وہاں تک لے گیا جہاں بنی اسرائیل کی ایک جماعت پہلے سے موجود تھی، اس نے حضرت موسی علیہ السلام کو برہنہ حالت میں دیکھا تو دنگ رہ گئی، صاف و بے عیب جسم، نہ کوئی داغ نہ کوئی دھبہ، پتھر وہیں رک

گیا،، حضرت موسیٰ علیہ السلام غصے میں تو تھے ہی پہلے تو آپ نے اپنے کپڑے لیے اور ان کو پہن لیا، پھر پتھر کو اپنی لاٹھی سے مارنے لگے، خدا کی قسم پتھر پر ان کے مارنے کے تین یا چار یا پانچ نشان ہیں، اور قرآن کریم کی یہ آیت اسی کے تعلق سے ہے، ﴿یَـا أَيُّهَـا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَـانَ عِـنْدَ اللَّهِ وَجِيْهًا﴾ سورہ آل عمران ۱۵۶ (اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بری کر دیا اس سے جو لوگ ان کے تعلق سے کہہ رہے تھے، اور موسیٰ علیہ السلام خدا کے ہاں نہایت معزز ہیں)۔

(صحیح بخاری- کتاب أحادیث الأنبیاء)

حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان

حضور اکرم ﷺ نے حضرت ایوب علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ جب کہ وہ برہنہ ہو کر غسل کر رہے تھے، تو ان پر سونے کی ٹڈی کی بارش ہونے لگی، حضرت ایوب علیہ السلام حیرت میں پڑ گئے کہ یہ کیا، نہانے کے دوران سونے کی بارش! لیکن ان کو خدا کی رحمت کا یقین تھا، اور یہ بھی یقین تھا کہ وہ نوازنے میں کمی نہیں کرتا بلکہ چھپر پھاڑ کر دیتا ہے، حضرت ایوب علیہ السلام نے اس کو خدا کی رحمت سمجھا، اور خدا کی رحمت سے منہ پھیرنا یہ خدا کے نیک بندوں کا طریقہ نہیں ہے، چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام سونے کی ٹڈیوں کو اپنے کپڑے میں بھرنے لگے، اچانک آسمان سے ایک آواز آئی، اے ایوب: جو کچھ تم دیکھ رہے ہو کیا میں نے تم کو اس سے بے نیاز نہیں کر دیا تھا، اور کیا میں نے تمہارے دل کو اس کی محبت سے آزاد نہیں کر دیا تھا، حضرت ایوب علیہ السلام نے جواب دیا! اے میرے رب! یہ تو آپ کی برکت اور آپ کا فضل ہے، اور میں آپ کی طرف سے عطا کردہ برکت سے بے نیازی نہیں برت سکتا۔

(صحیح بخاری - کتاب أحادیث الأنبیاء)

اعمال کی قبولیت اخلاص میں مضمر ہے

حضور پاک ﷺ نے گذشتہ زمانے کے تین دوستوں کا ایک قصہ بیان فرمایا کہ تم سے قبل تین ساتھی کسی کام کے لیے نکلے، چلتے چلتے رات ہوگئی ان کو ایک غار نظر آیا، رات گزارنے کے لیے تینوں اس غار میں داخل ہوگئے، ایک چٹان کھسکی اور غار کے منھ پر اس طرح آ کر ٹک گئی کہ نکلنے کا راستہ ہی بند ہوگیا،، تینوں نے طے کیا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نیک عمل کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے

ایک نے کہا! اے میرے خدا! میرے بوڑھے ماں باپ تھے، میں رات میں جب جنگل سے آتا تو سب سے پہلے ان کو دودھ دیتا، اس کے بعد اپنے بچوں کو، اتفاق کی بات ایک دن جانور کے چارہ کی تلاش میں بڑی دور تک نکل گیا، واپس آیا تو ماں باپ سو چکے تھے، میں دودھ کا پیالہ لے کر ان کے پاس گیا، لیکن ان کو نیند سے جگانا مناسب نہ سمجھا، چنانچہ رات بھر پیالہ لیے ان کے سرہانے کھڑا رہا، صبح ہوئی، اور انکی آنکھ کھلی، تو میں نے ان کو دودھ پیش کیا، بچے بھوک سے بلکتے رہے، بیوی التجا کرتی رہی، لیکن میں نے ماں باپ سے پہلے انہیں دودھ دینا مناسب نہیں سمجھا۔

اے اللہ! یہ کام میں نے اگر صرف تیری رضا کے لیے کیا ہو تو اس کی برکت سے ہماری اس مصیبت کو دور فرما دے، خدا کا حکم ہوا اور چٹان تھوڑی سی کھسک گئی۔

دوسرے نے کہا کہ اے میرے خدا! میرے چچا کی ایک لڑکی تھی، جس پر میر

فریفتہ تھا، اسے پانے کی میں نے ہر ممکن کوشش کی، لیکن کامیاب نہ ہوسکا، ایک مرتبہ علاقے میں سوکھا پڑا، وہ میرے پاس مدد کے لیے آئی میں نے اس شرط پر اسے ۲۰ دینار دے دیے کہ وہ اپنے آپ کو میرے سپرد کردے، وہ مجبور ہوکر تیار ہوگئی لیکن جیسے ہی میں نے اسے اپنی گرفت میں لیا اور اپنا ارادہ پورا کرنا چاہا کہنے لگی کہ خدا سے ڈرو اور میری بے آبروئی نہ کرو، میں نے اسی وقت اسے چھوڑ دیا، اور وہ رقم بھی اس کو دے دی، اور آج بھی میں اس سے اسی طرح محبت کرتا ہوں۔

اے خدا! اگر میں اپنے اس عمل میں مخلص تھا تو اے اللہ ہمیں اس پریشانی سے نجات دیدے، اللہ کے حکم سے چٹان اور کھسک گئی، لیکن ابھی بھی باہر نکلنا ممکن نہ تھا۔

تیسرے نے کہا، اے پروردگار! میں نے کچھ لوگوں سے مزدوری پر کام لیا، کام ختم ہونے پر سب اپنی مزدوری لے کر چلے گئے سوائے ایک شخص کے جو اپنی مزدوری لیے بغیر ہی چلا گیا، میں نے اس کی مزدوری کی رقم امانت سمجھ کر تجارت میں لگادی، تجارت میں خوب فائدہ ہوا، ایک دن اچانک وہ شخص آگیا، اور کہنے لگا، میری مزدوری جو رہ گئی تھی اور میں لے نہ سکا تھا، وہ آپ مجھ کو دے دیں، میں نے کہا، یہ اونٹ، گھوڑے، گائے، بکری اور غلام جو کچھ تم کو نظر آرہا ہے، یہ سب تمہارا ہے، اسے لگا کہ میں اس سے مزاق کررہا ہوں، لیکن تفصیل بتانے پر جب اسے یقین ہوگیا تو اس نے وہ ساری دولت اور سارا مال سمیٹا اور چلا گیا۔

اے اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تیری خوشی کے لیے کیا تھا تو ہماری اس مصیبت کو دور فرما، خدا نے اس کی دعا قبول کی، اور چٹان پوری طرح کھسک گئی، وہ تینوں سلامتی کے ساتھ باہر آئے، خدا کا شکر ادا کیا، اور اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاجارۃ)

بے زبان جانوروں کی پیاس بجھانے پر مغفرت کی خوشخبری

حضور اقدس ﷺ نے پیاس سے جان بلب ایک شخص کا واقعہ بیان فرمایا کہ چلتے چلتے اس کو پیاس لگی، لیکن آس پاس کہیں پانی نہیں، وہ چلتا رہا، اور پانی کا چشمہ بھی ڈھونڈتا رہا، لیکن اس کو قریب میں کہیں پانی نہ ملا، پیاس تھی کہ بڑھتی جارہی تھی، اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے، اچانک اس کو ایک کنواں نظر آیا، وہ بھاگتا ہوا کنویں کے پاس پہنچا اور جلدی جلدی کنویں میں اترا، پانی پی کر اپنی پیاس بجھائی، اور باہر نکل آیا، اچانک اس کی نظر ایک کتے پر پڑی جو ایک طرف کھڑا ہانپ رہا تھا، اور پیاس کی شدت سے کیچڑ چاٹ رہا تھا، کتے کو پیاس سے بدحال دیکھ کر اس کو اپنی پیاس یاد آگئی، اس نے دل میں سوچا! اس کتے کا بھی پیاس سے وہی حال ہورہا ہے جو حال ابھی کچھ دیر پہلے میرا ہورہا تھا، میرے رب نے میری مدد کی اور مجھے کنواں نظر آگیا، اب مجھے اس پیاسے کتے کی مدد کرنی چاہیے یہ سوچ کر وہ پھر کنویں میں اترا، اپنا چمڑے کا موزا پانی سے بھرا، اور اپنے منہ سے اس کو پکڑ کر اوپر آگیا، اور پیاس سے بدحال کتے کو پانی پلادیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرمایا اور اس کی مغفرت فرمادی۔

(صحیح بخاری - کتاب المساقاۃ)

شرک کا انجام

حضور اقدس ﷺ نے ایک موقع پر میدان حشر کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ کو اس حال میں دیکھیں گے کہ ان کے چہرے پر مٹی اور خاک ہوگی، اور ذلت ورسوائی کی چادر اوڑھے ایک طرف کھڑے ہوں گے، لوگوں سے نظریں چار نہیں کر پا رہے ہوں گے، حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ان کی یہ حالت زار دیکھیں گے تو دل میں بہت کڑھیں گے، ان کے پاس جائیں گے، ان کو ان کا ماضی یاد دلائیں گے، ان سے کہیں گے، کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری بات مان لیجیے، ان کے باپ احساس ندامت میں ڈوبے ہوں گے، جواب دیں گے، آج کے دن تو مجھے خدا کے عذاب سے بچالے میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی تیری نافرمانی نہ کروں گا، تیرے اشارے پر چلوں گا، ابراہیم علیہ السلام باپ کی اس التجا کو نظر انداز نہیں کر سکیں گے، اور خدا سے یہ درخواست کر بیٹھیں گے کہ اے میرے رب! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ قیامت کے دن مجھے رسوا نہیں کریں گے، میرے باپ کی رسوائی سے بڑھ کر میرے لیے اور کیا رسوائی ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا! اے ابراہیم! نافرمانوں کا داخلہ جنت میں ممنوع ہے، لہٰذا تمہاری یہ درخواست تو قبول نہیں کی جا سکتی، پھر اللہ تعالیٰ ان کے باپ آزر کو مٹی میں لتھڑا ہوا ایک بجو بنا دیں گے اور ابراہیم علیہ السلام سے فرمائیں گے! اے ابراہیم! دیکھو تو تمہارے پاؤں کے نیچے کیا چیز

ہے؟ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پاؤں کے نیچے نظر ڈالیں گے تو ان کو آزر مٹی میں لتھڑا ہوا ایک بجو کی شکل میں نظر آئے گا، جس کو ٹانگوں سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا، اس طرح اللہ تعالی ابراہیم علیہ السلام کو اس شرمندگی سے بچالیں گے جو ان کو اس وقت ہوتی جب ان کے باپ آزر کو ان کی نگاہوں کے سامنے جہنم میں لے جایا جارہا ہوگا۔

(صحیح بخاری- کتاب أحادیث الأنبیاء)

بے زبان جانوروں کو قید کرنے پر اللہ کا عذاب

حضور اقدس ﷺ نے ایک عورت کا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ ایک عورت تھی جو خود تو اللہ کی زمین میں آزاد گھوم پھر رہی تھی، کھا پی رہی تھی، لوگوں سے مل جل رہی تھی، لیکن ایک بلی کو اس نے اس طرح قید کر رکھا تھا، نہ تو اس کو آزاد کر رہی تھی اور نہ کھانے پینے کو کچھ دیتی تھی، بھوک و پیاس کی حالت میں بلی کے جب کئی دن گزر گئے تو ایک دن وہ بلی مرگئی، جب اس عورت کا انتقال ہوا تو اس کو اس ظلم کی پاداش میں عذاب دیا گیا اور جہنم میں ڈالدیا گیا، اس کو اس کا جرم یاد دلایا گیا کہ تیرا جرم یہ ہے کہ تو نے ایک بے زبان جانور کو قید میں رکھا، بھوکا اور پیاسا رکھا، نہ کھانا دیا نہ پانی دیا اور نہ آزاد کیا، تیرا یہ ظلم بلی برداشت نہ کرسکی اور مرگئی۔

(صحیح بخاری- کتاب المساقاۃ)

اللہ پر بھروسہ کا انعام

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کمر کے گرد مضبوطی سے باندھنے والے لباس کو سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ نے اختیار کیا تا کہ وہ حضرت سارہ کی خادمہ لگیں، اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ بادشاہ کی طرف سے عطا کردہ وہ کنیز تھیں جو حضرت سارہ کو بادشاہ نے ان کی خدمت کے لیے اس وقت دی تھی، جب ان کی دعا کا کھلا اثر بادشاہ نے دیکھا تھا، اور حضرت سارہ نے وہ کنیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دے دی تھی، اور ان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہوئی، حضرت سارہ کو اس بات پر بڑی غیرت آئی کہ ایک لمبے عرصہ تک ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ رہنے کے باوجود مجھ سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی، جب کہ اس کنیز سے ان کی اولاد ہو گئی، اس وقت حضرت سارہ نے یہ قسم کھائی کہ میں ان کے تین عضو کاٹ کے رہوں گی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے حضرت سارہ سے حضرت ہاجرہ کی سفارش کی اور کہا کہ قسم پوری کرنے کے لیے تم یہ کرو کہ ان کے دونوں کانوں میں چھید کر دو اور ان کو جھکا دو، اس سے تمہاری قسم پوری ہو جائے گی، حضرت ہاجرہ حضرت سارہ کی غیرت کے پیش نظر اور اپنے بچاؤ کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وہاں سے نکل پڑیں، اور اس طرح نکلیں کہ اپنے لٹکتے دامن سے اپنے قدموں کے نشانات چھپاتی چلیں، ابراہیم علیہ السلام ان کو اور ان کے شیر خوار بچے کو لے کر مکہ مکرمہ آئے، اور مسجد

کے بالائی حصہ میں زم زم کے اوپر کعبہ کے پاس لگے ایک درخت کے پاس ان دونوں کو بٹھادیا، اس وقت مکہ کا حال یہ تھا کہ وہ بالکل خالی تھا، ہر چیز سے خالی، نہ آدمی نہ پانی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے بھروسہ پر ان دونوں کو وہاں ٹھہرایا، اور ان کے پاس ایک تھیلی رکھدی جس میں کھجوریں تھیں، اور ایک مشکیزہ رکھدیا، جس میں پانی تھا، پھر ابراہیم علیہ السلام واپس چل دیئے، حضرت ہاجرہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں، وہ یہ سمجھ رہی تھیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی محبت اور ان کے بیٹے کی محبت یہاں روک لے گی، ان کو جاتا دیکھ کر وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑیں، چلتے چلتے پوچھا: اے ابراہیم: آپ اس غیر آباد اور بے آب وگیا وادی میں ہم دونوں کو تنہا چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں؟ یہاں تو ایک انسان بھی نہیں ہے جس سے اپنا ڈر بانٹ سکوں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب نہیں دیا، انہوں نے دوبارہ اور سہ بارہ پوچھا، پھر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، حضرت ہاجرہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا: میں آپ سے پوچھ رہی ہوں کہ کیا اللہ تعالی نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاں میں جواب دیا، تب حضرت ہاجرہ نے یقین سے پر لہجہ میں کہا: اگر یہ بات ہے تو آپ بے فکر ہو جا کر جائیے ہمارا رب ہم کو بے سہارا نہیں چھوڑے گا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جانے کے بعد پھر وہ واپس اسی جگہ آگئیں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو چھوڑا تھا، ابراہیم علیہ السلام وہاں سے چل کر ثنیہ گھاٹی کے پاس پہنچے تو آپ نے اپنا رخ کعبہ کی سمت کیا، اور نہایت عاجزی کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر ان الفاظ میں دعا مانگی ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾ سورہ ابراہیم آیت نمبر ۳۷ (اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد میں سے ایک بن کھیتی کی وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس بسایا ہے، اے

ہمارے رب! تا کہ وہ نماز کا اہتمام کریں تو تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو پھلوں کی روزی عطا فرما، تا کہ وہ تیرا شکر ادا کریں) حضرت ہاجرہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلا رہی تھیں، اور خود اس مشکیزے کا پانی پی کر گزارہ کر رہی تھیں، یہاں تک کہ جب مشکیزے کا پانی ختم ہو گیا، اور ان کو اور ان کے بیٹے کو پیاس لگی، اور حضرت ہاجرہ نے اپنے لخت جگر کو پیاس کی شدت سے زمین میں تڑپتے ہوئے دیکھا تو ان کی یہ حالت حضرت ہاجرہ سے دیکھی نہ گئی، اور وہ بے چین ہو کر کھڑی ہو گئیں، ان کو اپنے نزدیک صفا نامی پہاڑی نظر آئی، پانی کی امید میں وہ اس پہاڑ پر چڑھ گئیں اور پوری وادی پر ایک نظر دوڑائی کہ کہیں کوئی ایک شخص نظر آجائے، لیکن ان کو کوئی بھی نظر نہیں آیا، وہ مایوس ہو کر صفا سے اتریں، اپنے دامن کو سمیٹا اور پانی کی تلاش میں بے قراری کے ساتھ دوڑنا شروع کر دیا، دوڑتے دوڑتے وادی سے آگے نکل گئیں، پھر مروہ پہاڑی پر آئیں اس پر چڑھیں اور وہاں سے نظر دوڑائی کہ شاید کوئی نظر آجائے مگر کوئی نظر نہیں آیا، انہوں نے سات مرتبہ اس طرح دوڑ لگائی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: صفا و مروہ کی سعی اسی مناسبت کی وجہ سے ہے، جب وہ مروہ پہنچیں انہوں نے ایک آواز سنی، ان کو بڑی حیرت ہوئی اور انہوں نے اس آواز کو اپنا وہم سمجھا، لیکن جب انہوں نے غور کیا تو وہ ان کا وہم نہیں بلکہ ایک آواز تھی جو مسلسل آرہی تھی، انہوں نے فوراً کہا: تمہاری آواز مجھ تک پہنچ گئی اگر تمہارے پاس میرے لیے مدد کا سامان ہو تو بتاؤ، وہ آواز ایک فرشتہ کی تھی جو اس جگہ تھا جہاں آج زم زم کا جو زم زم کا کنواں ہے، اس فرشتہ نے اپنی ایڑی یا اپنے بازو سے زمین کھودی تو اس میں سے پانی نکل آیا، اب حضرت ہاجرہ اپنے ہاتھ سے حوض بنانے لگیں، اور اپنے مشکیزے میں اپنے ہاتھ سے پانی ڈالنے لگیں، ان کے چلو بھر پانی لینے کے بعد پانی اور تیزی سے ابلنے لگتا، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت

ہاجرہ پر رحم فرمائے، اگر وہ زم زم ویسا ہی چھوڑ دیتیں یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا: اگر وہ چلو بھر پانی نہ لیتیں تو یہ زم زم دریا کی طرح بہتا، انہوں نے خود بھی زم زم کا پانی پیا اور اپنے لخت جگر کو بھی پلایا، اب فرشتہ نے ان سے کہا، اس کے ختم ہونے کا اندیشہ نہ کیجیے، یہاں کعبۃ اللہ ہے، جس کی تعمیر اس بچے اور اس کے والد کے ہاتھوں تکمیل پائے گی، اور اللہ تعالی ان کی اولاد کو ضائع نہیں کرے گا، کعبۃ اللہ زمین سے کچھ بلند تھا جیسے کہ ایک ٹیلہ، سیلاب آتا تو اس کے دائیں اور بائیں حصہ سے گزر جاتا تھا، حضرت ہاجرہ وہیں قیام پذیر تھیں کہ جرہم علاقہ کے کچھ لوگ وہاں سے گزرے (جرہم مکہ کے قریب ایک وادی کا نام ہے) وہ کداء راستہ سے آرہے تھے (کداء مکہ کے بالائی حصہ کا نام ہے) وہاں انہوں نے پانی پر منڈلانے والا ایک پرندہ دیکھا، انہوں نے آپس میں کہا: یہ پرندہ تو پانی پر منڈلاتا ہے، ہمیں اس جگہ کا معائنہ کرنا چاہیے اور پانی تلاش کرنا چاہیے، انہوں نے اپنا ایک قاصد یا دو قاصد بھیجے، جنہوں نے پانی دیکھا، وہ واپس پلٹے اور ان لوگوں کو خوشخبری دی کہ یہاں پانی موجود ہے، وہ لوگ بھی آگئے، انہوں نے حضرت ہاجرہ کو پانی کے پاس بیٹھے ہوئے پایا، انہوں نے وہاں ٹھہرنے کے لیے ان سے اجازت طلب کی، حضرت ہاجرہ نے خوشی سے اجازت دے دی، لیکن ساتھ ہی یہ بھی شرط لگادی، تم سب اس پانی کو پی تو سکتے ہو لیکن اس پانی پر تمہارا کوئی حق نہیں، ان لوگوں نے اس کو قبول کرلیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اس شخص نے حضرت ہاجرہ کو انسانوں سے محبت کرنے والی خاتون پایا، ان لوگوں نے وہیں پڑاؤ ڈالدیا، اور اپنے گھر والوں کو بھی وہیں بلالیا، ان کے گھر والے بھی آگئے، اب وہ جگہ انسانوں سے آباد ہوگئی اور وہاں متعدد گھر بھی بن گئے، ادھر بچہ بھی جوان ہونے لگا، اس نے عربی زبان ان ہی سے سیکھی، وہ بچہ جب جوان اور بالغ ہوا تو ان کو بہت نیک لگا، کیوں کہ اس کا بچپنہ ان کی نگاہوں کے سامنے گزرا تھا، اور اس کی جوانی ان کے سامنے تھی، ان لوگوں نے بات چیت کے ذریعہ

اپنے خاندان کی ایک لڑکی سے اس کی شادی طے کردی اور نکاح کر دیا، حضرت ہاجرہ کا انتقال ہو چکا تھا، ایک طویل عرصے کے بعد جب کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی بھی ہو چکی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں کو تلاش کرنے کے لیے اور ان کا حال جاننے کے لیے وہاں آئے، انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گھر میں نہیں پایا، البتہ ان کی ملاقات ان کی بیوی سے ہوگئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے جواب دیا، وہ کھانے کا انتظام کرنے کے لیے نکلے ہیں، اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے پوچھا، زندگی کیسی گزر رہی ہے؟ تب انہوں نے اپنی تنگی کا رونا رویا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا: جب تمہارے شوہر آئیں تو ان کو میرا سلام کہنا، اور کہنا، اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دیں، جب حضرت اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے اور ان کو محسوس ہوا کہ کوئی یہاں آیا تھا، انہوں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ کوئی یہاں آیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں، ایک بوڑھے صاحب آئے تھے، انہوں نے ہم سے آپ کے بارے میں پوچھا، میں نے ان کو بتلا دیا، انہوں نے ہماری گزر بسر کے بارے میں پوچھا تو میں نے ان کو یہ بھی بتا دیا کہ ہم نہایت تنگی کے ساتھ جی رہے ہیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا، کیا انہوں نے کچھ وصیت بھی کی تھی، انہوں نے جواب دیا، ہاں، انہوں نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ میں آپ کو ان کا سلام پہنچا دوں اور یہ بھی کہا تھا کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ تبدیل کر دیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا: وہ میرے باپ ہیں، انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو چھوڑ دوں، اب تم اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ، اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ان کو طلاق دے دی، اور وہیں دوسری عورت سے نکاح کر لیا، کچھ وقت گذرنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام پھر تشریف لائے، اتفاق کی بات اس بار بھی ان کی ملاقات حضرت اسماعیل علیہ السلام سے نہیں ہو سکی، اس بار بھی ان کی بیوی سے ہی

ملاقات ہوسکی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا، ان کی بیوی نے جواب دیا، وہ ہمارے لیے روزی روٹی تلاش کرنے گئے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا، زندگی کیسے گذر رہی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، خدا کا شکر ہے، ہم لوگ بہت اچھی زندگی جی رہے ہیں، آپ اتنی دور سے تھکے ماندہ آرہے ہیں بھوک بھی لگی ہوگی تشریف رکھیں میں کھانا لگا رہی ہوں، اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا، اس بے آب وگیاہ میدان میں تم کیا کھاتی ہو انہوں نے جواب دیا، گوشت، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر پوچھا پیتی کیا ہو؟ انہوں نے جواب دیا پانی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں چیزوں میں برکت کی دعا فرمائی، حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں، اس دن ان لوگوں کے پاس کوئی غلہ نہیں تھا، اگر ان کے پاس کوئی دانہ ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس میں بھی ان کے لیے دعا فرماتے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مکہ کے باہر جو بھی ان دونوں چیزوں کا استعمال کرتا اس کو یہ چیزیں راس نہیں آتی تھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا: جب تمہارے شوہر آئیں تو ان سے میرا سلام کہنا: اور میرا یہ حکم ان کو سنا دینا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ باقی رکھیں، جب حضرت اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے اور سوال کیا کہ کیا یہاں کوئی صاحب تشریف لائے تھے، ان کی بیوی نے جواب دیا ہاں، ایک خوش شکل بوڑھے صاحب تشریف لائے تھے، اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خوب تعریف کی اور کہا: انہوں نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا میں نے ان کو بتادیا کہ آپ روزی روٹی کے لیے باہر گئے ہوئے ہیں انہوں نے ہماری گذر بسر کے بارے میں سوال کیا، میں نے ان کو بتادیا کہ ہم لوگ بہت خوش اور مطمئن ہیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ان کی وصیت کے تعلق سے پوچھا، ان کی بیوی نے جواب دیا، ہاں انہوں نے آپ کو سلام کہا ہے اور حکم دیا ہے کہ دروازے کی چوکھٹ کو باقی رکھیں،

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا وہ میرے والد ہیں، اور تم چوکھٹ ہو، انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے ساتھ رہوں، پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تیسری مرتبہ تشریف لائے اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام زم زم کے قریب ایک گھنے درخت کے نیچے تیر کو تراش رہے تھے، جب انہوں نے ان کو دیکھا ان کی طرف لپکے اور جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے سے ملاقات کرتا ہے ویسا مظاہرہ کیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بھی ویسا ہی مظاہرہ کیا جس طرح ایک بیٹا اپنے باپ کو دیکھ کر کرتا ہے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا، اے اسماعیل! اللہ تعالی نے مجھے ایک حکم دیا ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے سوال کیا: اللہ تعالی نے آپ کو جو حکم دیا ہے اس کو پورا کرنے میں دیر کس بات کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: یہ کام میں اکیلے نہیں کر سکتا بلکہ اس میں مجھے تمہاری مدد درکار ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرماں برداری کے ساتھ عرض کیا، آپ مجھ سے جو خدمت لینا چاہیں میں اس کے لیے بسر و چشم تیار ہوں، اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالی نے یہاں ایک گھر بنانے کا حکم دیا ہے، انہوں نے وہیں قریب میں ایک ٹیلہ کی طرف اشارہ کیا، ان دونوں نے وہیں بنیادیں کھڑی کیں، منظر نامہ کچھ اس طرح تھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر لا رہے تھے اور ابراہیم علیہ السلام دیوار کھڑی کر رہے تھے، یہاں تک کہ دیوار بلند ہوگئی، تو وہ حجر اسود کو لے کر آئے اور اس کو رکھ دیا، اور اس پر کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر کرنے لگے، اور وہ دونوں یہ دعا مانگ رہے تھے ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ سورہ بقرہ ۱۲۷) (اے ہمارے رب ہمارے اس عمل کو شرف قبولیت سے نواز دے بے شک آپ سننے والے اور جاننے والے ہیں۔

(صحیح بخاری- کتاب أحادیث الأنبیاء)

ہر باخبر سے اوپر ایک باخبر ہے

حضور اقدس ﷺ نے ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا، ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، ابھی وہ تقریر کر ہی رہے تھے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ یہ بتائیے کہ روئے زمین پر سب سے زیادہ علم رکھنے والا شخص کون ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا، میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ بات پسند نہیں آئی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: اے موسیٰ! ایک جگہ ہے جہاں دو سمندر ملتے ہیں، وہاں میرا ایک بندہ ہے وہ تم سے زیادہ علم رکھتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا، اے میرے رب! میری ان سے ملاقات کیسے ہوسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا تم ایک مچھلی لو، اس کو ایک تھیلے میں ڈالو، اور ان صاحب سے ملنے کے لیے نکل پڑو، جہاں وہ مچھلی غائب ہوگی وہیں تمہاری ان سے ملاقات ہوگی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی لی، اس کو ایک تھیلے میں رکھا، اور چل پڑے، اس سفر میں ان کے ساتھ یوشع بن نون بھی تھے، چلتے چلتے جب وہ تھک گئے تو کچھ دیر آرام کرنے کے لیے ایک چٹان پر لیٹ گئے، تھکے ہوئے تھے فوراً نیند آگئی، ادھر مچھلی تڑپ کر تھیلے سے نکلی، زمین پر گری، اور اس نے دریا میں اپنی راہ لی، اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے سمندر کا بہاؤ روک دیا، اور وہ پانی اس مچھلی کے لیے طاقچہ بن گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: بالکل ویسے ہی جیسے

طاقچہ ہوتا ہے، پھر وہ دونوں بیدار ہوئے اور سفر پر روانہ ہوگئے، دن بھر چلے، یہاں تک جب اگلا دن ہوا، تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگرد سے کہا: لاؤ بھائی کھانا لاؤ، اس سفر نے تو بالکل تھکا کر رکھ دیا، موسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ کو پار کرنے کے بعد تھکان کا احساس ہوا، ان کے شاگرد نے کہا: کیا بتاؤں، جب ہم نے چٹان کے پاس پناہ لی تو میں مچھلی کو بھول گیا اور یہ شیطان کی سازش تھی جس نے اس کو یاد رکھنے سے مجھے غافل کردیا، اور مچھلی نے اس جگہ عجیب وغریب طرح اپنی راہ دریا میں نکال لی، یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہی تو وہ جگہ ہے جس کے لیے ہم نے اتنا لمبا سفر کیا، چنانچہ وہ اپنے نقش قدم دیکھتے ہوئے واپس پلٹے، یہاں تک کہ وہ چٹان تک پہنچ گئے تو دیکھتے ہیں کہ ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام کیا، انہوں نے جواب دیا، اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے سوال کیا! تمہاری سرزمین پر سلام کہاں سے آیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا میں موسیٰ ہوں، انہوں نے فرمایا: وہ موسیٰ جس کو خدا نے نبوت دے کر بنی اسرائیل میں مبعوث فرمایا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ہاں، اور میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ جو علم آپ کو خدا کی طرف سے عطا ہوا ہے آپ اس میں سے کچھ حصہ مجھے بھی دے دیں؟ انہوں نے جواب دیا، اے موسیٰ: اللہ تعالیٰ نے مجھے جو علم عطا کیا وہ علم تم کو عطا نہیں کیا اور جو علم تم کو عطا کیا ہے وہ مجھ کو عطا نہیں کیا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا، میں تم کو اپنے ساتھ رہنے کی اجازت تو دے دوں لیکن تم صبر نہیں کرسکو گے، اور جو باتیں تمہارے دائرہ علم سے باہر ہوں گی ان پر تم سے صبر ہو بھی کیسے سکے گا، لیکن چلو دیکھ لیتے ہیں تم میں کتنی برداشت ہے، اب حضرت خضر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لے کر ساحل سمندر پر چل پڑے، ابھی وہ چل ہی رہے تھے کہ ایک کشتی ان کے پاس سے گزری، انہوں نے کشتی والے سے بات کی

کہ ان کو سوار کر لے، وہ لوگ خضر علیہ السلام کو جانتے تھے، بغیر اجرت کے سوار کر لیا، جب وہ دونوں سوار ہو گئے، اور کشتی چل دی اچانک ایک پرندہ آیا، اور کشتی کے ایک تختہ پر بیٹھ گیا، اور سمندر میں ایک یا دو مرتبہ یا دو چونچ ڈالی، یہ دیکھ کر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اے موسیٰ: علم الہی کے مقابلہ میں میرا اور تمہارا علم اتنا ہی کم ہے جتنا کہ اس اتھاہ سمندر کے مقابلہ میں اس پرندے کی چونچ میں موجود پانی کم ہے، یہ کہہ کر انہوں نے کلہاڑی لی اور ایک تختہ اکھاڑ دیا، موسیٰ علیہ السلام جب تک ان کو روکتے وہ تختہ اکھیڑ چکے تھے، موسیٰ علیہ السلام کو بڑی حیرت ہوئی اور حیرت کا اظہار ان الفاظ میں کیا، ارے! یہ آپ نے کیا کر دیا؟ اس اجنبی جگہ ایک جماعت جس نے ہم کو بغیر اجرت کے سواری پر بیٹھایا، اور آپ نے اس احسان کا بدلہ اس طرح دیا کہ اس کی ہی کشتی میں سوراخ کر دیا تا کہ آپ اس پر سوار لوگوں کو ڈبو دیں، آپ نے تو نہایت نامناسب کام کیا، حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: کیا میں نے تم سے پہلے ہی یہ نہیں کہا تھا کہ تم صبر نہیں کر سکو گے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کا اپنا وعدہ یاد آ گیا اور معذرت کرتے ہوئے کہا: میری اس بھول پر مجھے ملامت نہ کیجیے اور میرے معاملہ میں زیادہ سخت گیری نہ فرمائیے، موسیٰ علیہ السلام کا پہلا سوال بھول کر ہوا تھا، لہذا حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو معاف کر دیا اور سفر جاری رکھا، جب وہ دونوں سمندر سے باہر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جگہ بہت سے بچے کھیل رہے تھے، ان میں سے ایک بچہ کا حضرت خضر علیہ السلام نے سر پکڑا اور اس کو جسم سے الگ کر دیا، یہ تکلیف دہ منظر دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام خود پر قابو نہ رکھ سکے اور فوراً سوال کر بیٹھے، یہ آپ نے کیا کر دیا، ایک معصوم جان کو آپ نے بغیر کسی جرم کے مار دیا، یہ تو آپ نے بہت ہی ظالمانہ کام کیا ہے، حضرت خضر علیہ السلام نے اس بار بھی وہی بات کہی کہ کیا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم ان سب معاملات پر صبر نہیں کر پاؤ گے، موسیٰ

علیہ السلام نے فوراً معذرت کرتے ہوئے کہا: اس بار معاف کر دیجیے اب اس کے بعد اگر میں آپ سے کسی کام کے متعلق پوچھوں تو آپ کو حق ہوگا کہ مجھے الگ کر دیجیے، پھر وہ چل پڑے یہاں تک کہ وہ ایک گاؤں پہنچے، چلتے چلتے تھک چکے تھے، بہت زور کی بھوک لگی ہوئی تھی، ان لوگوں سے کھانا مانگا، لیکن گاؤں والوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا، وہیں حضرت خضر نے ایک دیوار دیکھی جو بالکل گرنے والی تھی، حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار سیدھی کر دی، یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑی حیرت ہوئی اور وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے اور کہہ بیٹھے، کاش آپ نے اپنے اس عمل پر کچھ اجرت ہی لے لی ہوتی، اب حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: بہت ہو چکا، اب ہم اور تم ساتھ نہیں رہ سکتے، لیکن جدائی سے پہلے میں تمہیں ان تمام کاموں کی حقیقت بتاؤں گا جو میں دوران سفر کرتا رہا اور جن پر تم صبر نہ کر سکے، میں نے اس کشتی میں سوراخ اس لیے کیا کہ آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر صحیح سالم کشتی کو چھین کر لے لیا کرتا تھا تو میں نے اس کشتی کو عیب دار بنا دیا، کشتی کا مالک بعد میں اپنی کشتی کو ٹھیک کر لے گا، جہاں تک بچہ کا تعلق ہے تو وہ کافر تھا، اور اس کے والدین پکے مسلمان تھے، ڈر تھا کہ کہیں وہ ان کے کفر اور سرکشی کا سبب نہ بن جائے، اور جس دیوار کو میں نے ٹھیک کر دیا تھا وہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی جس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ دفن تھا، اور ان کے والدین بہت نیک تھے، اب اگر وہ دیوار گر جاتی تو خزانہ سامنے آجاتا اور لوگ اس خزانے پر قبضہ کر لیتے، اس لیے میں نے دیوار ٹھیک کر دی۔

(صحیح بخاری - کتاب أحادیث الأنبیاء)

سچی توبہ بخشش اور نجات کا ذریعہ

حضور اقدس ﷺ نے ایک ایسے شخص کا واقعہ بیان فرمایا جس کو سچی توبہ نصیب ہوگئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ننانوے قتل کر چکا تھا، ننانوے قتل کرنے کے بعد اس کو احساس ہوا لیکن اب کرے تو کیا کرے، اس کو تلاش تھی کسی ایسے شخص کی جو اس کے لیے کوئی راہ نکالے، اور نجات کا کوئی راستہ اسے دکھائے، لوگوں نے اس کو ایک راہب کا پتہ بتایا، وہ راہب کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں ننانوے قتل کر چکا ہوں، کیا توبہ کا دروازہ میرے لیے کھلا ہوا ہے، راہب نے جواب دیا نہیں، توبہ سے مایوس ہو کر اس نے اس راہب کا سر بھی تن سے جدا کر دیا اور سو کی تعداد پوری کر لی، پھر بھی اس نے امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، اور لوگوں سے کسی دوسری شخصیت کے بارے میں دریافت کیا، اب کی لوگوں نے اس کو ایک عالم کا پتہ دیا وہ عالم کے پاس پہنچا، اور کہا، میں سو جانیں لے چکا ہوں، کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے، اس عالم نے جواب دیا کیوں نہیں، تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے، فلاں سرزمین میں چلے جاؤ وہاں تم لوگوں کو اللہ کی عبادت کرتے ہوئے پاؤ گے، بس تم بھی وہیں عبادت کرنے لگنا اور واپس پلٹ کر مت آنا اس لیے کہ یہ جگہ بہت بری ہے۔

وہ شخص چل پڑا، ابھی اس نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ زندگی کا سفر تمام ہونے

لگا، روح نکالنے والے فرشتے آپہنچے، رحمت کے فرشتہ کہنے لگے کہ یہ اپنے گناہوں پر نادم ہوکر اور دل سے توبہ کر کے آ رہا ہے، عذاب کے فرشتوں کا دعوی تھا کہ اس نے کبھی کوئی نیکی کا کام کیا ہی نہیں، ایک تیسرا فرشتہ ان کے درمیان ایک انسان کی شکل میں آیا دونوں نے اس کو اپنے مقدمہ کا جج بنالیا، اس نے فیصلہ کیا کہ دونوں سرزمینوں کو ناپ لو، جس سرزمین سے قریب تر ہو وہ فرشتے اس کی روح نکال لیں، انہوں نے ناپا تو وہ اس سرزمین سے قریب تر تھا جہاں وہ جا رہا تھا، رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح نکال لی۔

(صحیح مسلم- کتاب التوبۃ)

بے زبان جانور کا ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا

حضور اکرم ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز ادا کی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور یک شخص کا قصہ سنایا جو ایک گائے کو لے کر جا رہا تھا، اچانک اسے کیا سوجھی کہ اس پر سوار ہو گیا اور اس کو مارنے بھی لگا، بے زبان جانور اس کی مار کو برداشت کرتا رہا، لیکن آخر کب تک؟ اللہ تعالیٰ نے اس کو بولنے والی زبان دے دی، گائے اس سے بولنے لگی، ہم کو سواری کے لیے نہیں پیدا کیا گیا، ہم تو جوتنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، جو لوگ وہاں موجود تھے، حیرت زدہ ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے! ارے یہ تو معجزہ ہو گیا، اللہ کی ذات پاک ہے، اس نے گائے کو بولنے کی صلاحیت دے دی، آپ ﷺ نے یہ واقعہ سنانے کے بعد فرمایا! یہ واقعہ ایسا ہے جس پر میں ایمان لایا، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما ایمان لائے، یہ دونوں حضرات اس وقت وہاں موجود نہیں تھے، پھر آپ ﷺ نے ایک دوسرے شخص کا قصہ بھی سنایا جو اپنی بکریوں کے ساتھ ایک چراگاہ میں تھا، اچانک ایک بھیڑیا کہیں سے شکار کی بو سونگھتے ہوئے آ گیا اور ایک بکری اٹھا کر لے گیا، اس شخص نے بھیڑیے کا پیچھا کیا یہاں تک کہ اس بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا، بھیڑیا اس سے کہنے لگا! آج تو تم نے

اس کو مجھ سے بچالیا، لیکن اس دن اس بکری کو میرے شکار سے کون بچائے گا جس دن میں ہی چرواہا ہوں گا اور میں ہی شکاری بھی ہوں گا، لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی اور آپس میں کہنے لگے! اللہ کی ذات پاک ہے، ایک بھیڑیا بول رہا ہے، آپ ﷺ نے اس موقع پر بھی وہی جملہ ارشاد فرمایا! میں اور ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما اس پر ایمان لائے اور وہ دونوں وہاں حاضر نہیں تھے۔

(صحیح بخاری - کتاب أحادیث الأنبیاء)

ایمانداری کا انعام

حضور اقدس ﷺ نے گذشتہ زمانے کے دولوگوں کا واقعہ سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا! ایک شخص نے کسی سے جائداد خریدی، خریدنے کے بعد جب اس کی کھدائی شروع کی تو اس کو زمین کے نیچے کچھ نظر آیا، نکال کے دیکھا تو ایک مٹکا تھا جس میں سونا بھرا ہوا تھا، خریدار حیرت میں پڑ گیا، اور اس کو لے کر بیچنے والے کے پاس آیا اور اس کو پورا قصہ سنایا اور آخر میں اس سے کہا، آپ اپنا سونا لے لیجیے، اس پر میرا کوئی حق نہیں کیوں کہ میں نے آپ سے صرف زمین خریدی تھی، زمین کے اندر مدفون سونا نہیں خریدا تھا، بلکہ مجھے تو یہ معلوم بھی نہیں تھا کہ زمین کے اندر کوئی چیز بھی ہے، لیکن بیچنے والا بھی ایمان کا بڑا پکا تھا، اس نے وہ سونا لینے سے انکار کر دیا اور کہا! اصل حق اس سونے پر اب تمہارا ہے کیوں کہ جب زمین بکتی ہے تو اس کے اندر کی تمام چیزیں اس میں شامل ہوتی ہیں، اب دونوں پریشان، یہ معاملہ اپنی نوعیت کا حیرت انگیز معاملہ تھا، دونوں اس ہاتھ آئے سونے کو ٹھکرا رہے تھے اور لینے کے لیے تیار نہیں تھے، اب یہ دونوں اپنا یہ معاملہ لے کر ایک تیسرے شخص کے پاس گئے، اور پوری صورتحال اس کے سامنے رکھی، فیصلہ کرنے والا بھی بڑا ذہین تھا، اس نے دونوں سے پوچھا کہ کیا تم دونوں صاحب اولاد ہو، ان میں سے ایک نے کہا! میرا ایک لڑکا ہے، دوسرے نے کہا! میری ایک لڑکی ہے، فیصلہ کرنے والے نے لڑکے کے باپ سے کہا کہ تم اپنے لڑکے کی شادی ان کی لڑکی سے کر دو، اور ان دونوں پر سونا خرچ کر دو اور باقی جو بچے اس کو صدقہ کر دو۔ (صحیح بخاری- کتاب أحادیث الأنبیاء)

اللہ کا ڈر

حضور اقدس ﷺ نے گذشتہ زمانے کے ایک شخص کا واقعہ سنایا جس کو اللہ تعالی نے خوب مال سے نوازا تھا، لیکن اس نے ان نعمتوں کی ناقدری کی، ناشکری میں اپنی پوری زندگی بسر کی، دنیا میں بے فکری کے ساتھ جیا، لیکن آخری وقت میں اس کو فکر لاحق ہوئی کہ میں تو گناہوں کے دلدل میں دھنسا ہوا ہوں خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا، اس خیال کے آتے ہی وہ مضطرب اور بے چین ہو گیا، اور اندر سے دہل گیا، اس نے اپنے بیٹوں سے انتقال کے وقت ایک سوال کیا کہ میرے بچوں تم بہت معصوم ہو یہ بتاؤ میں تم لوگوں کے لیے کیسا باپ ثابت ہوا؟ ان بچوں نے فوراً جواب دیا، بہترین باپ، اب اس شخص نے درد میں ڈوبی آواز میں کہا: دیکھو بچوں تم لوگ مجھے بہترین باپ قرار دیتے ہو لیکن میں خدا کا اچھا بندہ نہ بن سکا، پوری زندگی مالک کی نافرمانی میں بسر کی، اب دم واپسیں ہے، موت سر پر منڈلا رہی رہے، میرے گناہ عذاب کی شکل اختیار کرتے نظر آرہے ہیں، اس موقع پر میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں، امید ہے کہ تم میرا کہا مانو گے، جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا، اور میری راکھ کو خوب مسل دینا، اور پھر اس کو ہوا میں اڑا دینا، ان بچوں نے اس کی موت کے بعد ایسا ہی کیا، اللہ تعالی نے اس کی راکھ کو جمع کیا، اور اس سے کہا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا، آپ سے ڈر کی وجہ سے تو اللہ تعالی نے اس کے ساتھ رحم کا معاملہ کیا۔

(صحیح بخاری - کتاب أحادیث الأنبیاء)

عذاب کا خوف

اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ آپ ﷺ نے سنایا کہ تم سے پہلے ایک شخص رہتا تھا، دنیا کی محبت نے آخرت کی یاد اس کے دل سے نکال دی تھی، خدا کے سامنے حاضر ہونے کا احساس اور عذاب کا ڈر اس کے دل سے نکل چکا تھا، ان تمام چیزوں کا احساس اس کو اپنی موت کے وقت ہوا، اس وقت اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ میں جب مر جاؤں تو میرے لیے بہت ساری لکڑیاں جمع کرنا پھر آگ جلانا، اور پھر مجھے اس میں جلا دینا، یہاں تک کہ میں جب جل جاؤں اور میری ہڈیاں گل جائیں، تو میری ہڈیوں کو لینا، اور ان کو چورہ چورہ کر دینا اور پھر اس کو سخت گرمی کے دن یا جب سخت ہوا چل رہی ہو سمندر میں بہا دینا، گھر والوں نے ایسا ہی کیا، اللہ تعالی نے اس کو جمع کیا، اور پوچھا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا، آپ سے ڈر کی وجہ سے، اللہ تعالی نے اس کو معاف کر دیا۔

(صحیح بخاری- کتاب أحادیث الأنبیاء)

قرضداروں کے ساتھ نرمی پر اللہ کا انعام

حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام کو ایک شخص کا واقعہ سنایا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا، جو بہت مالدار تھا، لوگ اس کے سامنے اپنی ضرورتیں بیان کرتے، اور قرض کے نام پر کچھ روپیہ مانگتے تھے، اس کا در ہر ایک کے لیے کھلا ہوا تھا، جس طرح اس کا ہاتھ ہر ایک سائل کے لیے کشادہ تھا، اسی طرح اس کا دل بھی ہر ایک کے لیے کشادہ تھا، اس نے اپنے لڑکے کو یہ نصیحت کی تھی، دیکھو میری غیر موجودگی میں جب کوئی پریشان حال آئے اور مزید مہلت مانگے تو اس کو مہلت دے دینا، چھان بین نہ کرنا، شاید اللہ کو ہمارا یہی عمل پسند آجائے اور اسی کی وجہ سے اللہ تعالی ہمارے گناہوں کو معاف کردے، جب اس کا انتقال ہوا، تو اللہ تعالی نے اس کی خطاؤں سے درگزر فرمایا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب أحادیث الأنبیاء)

جھوٹی گواہی کا انجام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جاہلی دور کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں سب سے پہلے قسامہ ہم بنی ہاشم میں ہوئی، بنی ہاشم کے ایک شخص کو قریش کی ایک دوسری شاخ کے ایک شخص نے نوکر رکھا، بنی ہاشم کا یہ شخص اپنے مالک کے ساتھ اس کے اونٹ لے کر (شام کی طرف) چلا، وہاں اس نوکر کے پاس سے دوسرا ہاشمی گزرا جس کی بوری کی بندش (رسی) ٹوٹ گئی تھی، اس نے نوکر سے کہا، ایک رسی دے کر میری مدد کرو، (یعنی اونٹ باندھنے کی ایک رسی مجھے بھی دے دو) میں اس سے اپنی بوری باندھ لوں تیرا اونٹ نہیں بھاگے گا، اس نے ایک رسی اسے دے دی جس سے اس نے اپنی بوری کا منھ باندھ لیا پھر جب یہ لوگ (نوکر اور مالک) ایک جگہ اترے تو سب اونٹ باندھے گئے مگر ایک اونٹ کھلا رہا، مالک نے نوکر سے پوچھا کہ اس اونٹ کو دیگر اونٹوں کے ساتھ کیوں نہیں باندھا گیا؟ نوکر نے کہا کہ اس کی رسی نہیں ہے، مالک نے کہا کہ اس کی رسی کہاں ہے؟ اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ مجھ کو ایک ہاشمی شخص ملا تھا اس نے نہایت عاجزی سے اپنی بوری باندھنے کے لیے ایک رسی مانگی میں نے دے دی، مالک یہ سن کر غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا، لاٹھی سے اسے اتنا مارا کہ نوکر لب دم ہو گیا، اسی وقت ایک یمنی شخص اس کے پاس سے گزرا تو اس نوکر نے اس سے پوچھا کہ کیا تم ہر سال حج کرنے جاتے ہو؟ اس نے کہا نہیں! ہر سال کی

پابندی تو نہیں لیکن اکثر جاتا ہوں (قریب المرگ) نوکر نے کہا اگر تمہارا مکہ جانا ہو تو کیا میرا ایک پیغام مکہ کے لوگوں کو پہنچا دو گے؟ اس نے کہا کیوں نہیں، پہنچا دوں گا، نوکر نے کہا! جب تم حج کے دنوں میں (مکہ) حاضر ہو تو پہلے آواز دوا ے آل قریش !جب وہ تمہاری پکار کا جواب دیں تو آواز دوا ے بنی ہاشم! اگر یہ لوگ بھی تمہاری پکار پر لبیک کہیں تو ابو طالب کے متعلق پوچھو کہ وہ کہاں ہیں؟ اور انہیں بتا دو کہ فلاں شخص نے مجھ کو ایک رسی کے عوض مار ڈالا، یہ کہہ کر نوکر مر گیا، پھر جب وہ شخص جس نے نوکر رکھا تھا مکہ پہنچا تو ابو طالب اس کے پاس آئے اور پوچھا کہ ہمارے آدمی کا کیا ہوا؟ (یعنی وہ ہاشمی جس کو تم نے نوکر رکھا تھا) نوکر رکھنے والے نے کہا وہ بیمار ہو گیا تھا میں نے اچھی طرح اس کا علاج کیا لیکن وہ بچ نہ سکا اور انتقال ہو گیا، میں نے اس کو وہیں دفن کر دیا، ابو طالب نے کہا تیرے ایسے ہی سلوک کا وہ اہل تھا، پھر ایک مدت تک ابو طالب کچھ نہ بولے یہاں تک کہ حج کا زمانہ آ گیا اور وہ یمنی شخص جس کو اس نوکر نے اپنا پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی حج کے لیے مکہ آیا، اور آوز دی، اے قریش کے لوگوں! لوگوں نے بتایا یہ قریش کے لوگ ہیں، پھر اس نے کہا اے آل بنی ہاشم! لوگوں نے بتایا یہ بنی ہاشم ہیں پھر اس نے پوچھا ابو طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ ابو طالب ہیں، تب اس یمنی نے کہا، فلاں شخص نے مجھ کو یہ وصیت کی تھی کہ آپ کو اس کا یہ پیغام پہنچا دوں کہ فلاں شخص نے ایک رسی کے لیے اس (نوکر) کو قتل کیا ہے، یہ سنتے ہی ابو طالب اس شخص کے پاس پہنچے جو قاتل تھا، اور اس سے کہا! ہماری طرف سے تم تین باتوں میں سے کوئی ایک بات اختیار کر لو، اگر تم چاہو تو سو اونٹ دیت ادا کرو کیوں کہ تم نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے اور اگر چاہو تو تمہاری قوم کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ تم نے اس کو قتل نہیں کیا ہے، اور اگر یہ دونوں باتیں تمہیں منظور نہیں تو ہم اس کے عوض تم کو قتل کریں گے، یہ سن کر قاتل اپنی قوم کے پاس آیا تو قوم نے کہا کہ ہم

قسم کھانے کے لیے تیار ہیں، پھر بنی ہاشم کی ایک عورت ابو طالب کے پاس آئی جو اس قبیلہ کے ایک شخص کی بیوی تھی، اس سے اس کا ایک لڑکا بھی تھا، اس نے ابو طالب سے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ میرے اس بیٹے کو قسم سے بری کر دیں، اور قسم کے لیے وہاں نہ کھڑا کریں جہاں قسم کے لیے قسم کھانے والوں کو کھڑا کیا جاتا ہے، ابو طالب نے اس کی یہ بات منظور کر لی، پھر ان میں سے ایک اور شخص آیا، اور کہنے لگا کہ اے ابو طالب آپ چاہتے ہیں کہ سو اونٹ کے عوض پچاس آدمی قسم کھائیں تو اس طرح ہر شخص کے حصہ میں دو اونٹ ہیں، یہ دو اونٹ میری طرف سے قبول کر لیجئے، اور مجھے قسم کے لیے وہاں کھڑا نہ کیجئے جہاں قسم کے لیے کھڑا کیا جاتا ہے، ابو طالب نے اسے بھی منظور کر لیا، اب صرف اڑتالیس آدمی آئے اور ان لوگوں نے قسمیں کھائیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے سال بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ ان اڑتالیس آدمیوں میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ رہا۔

(صحیح بخاری - کتاب المناقب)

شوہروں کے بارے میں بیویوں کے تبصرے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) گیارہ عورتیں جمع ہوئیں، اور یہ عہد کر کے بیٹھیں کہ وہ اپنے اپنے شوہروں کے صحیح حالات بیان کریں گی، کچھ چھپائیں گی نہیں۔

پہلی (عورت) نے کہا! میرا شوہر دبلے اونٹ کا گوشت ہے، اور وہ بھی پہاڑ کی چوٹی پر، نہ راستہ ہی آسان کہ اس پر چڑھا جائے، اور نہ گوشت ہی فربہ کہ مشقت اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی سے منتقل کیا جائے۔

دوسری (عورت) نے کہا! میں تو اپنے شوہر کی حالت ظاہر نہیں کر سکتی، مجھے ڈر ہے کہ اگر میں اس کا ذکر شروع کروں تو کچھ نہ چھوڑوں، اور اس کے ظاہری اور باطنی سارے عیوب بیان کر دوں گی۔

تیسری (عورت) نے کہا! میرا خاوند بے ڈھب لمبا ہے، اگر میں اس کے بارے میں کچھ بولوں تو مجھے طلاق دیدی جائے گی، اور اگر چپ رہوں تو لٹکی رہوں گی۔

چوتھی (عورت) نے کہا! میرا شوہر تہامہ کی رات کی مانند (معتدل المزاج) ہے، نہ گرم اور نہ سرد، نہ کوئی خوف نہ کچھ ملال۔

پانچویں (عورت) نے کہا! میرا شوہر اگر گھر میں آتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے، اور باہر نکلتا ہے تو شیر بن جاتا ہے، اور جو کچھ مال گھر میں ہے اس کے بارے میں سوال نہیں کرتا۔

چھٹی (عورت) نے کہا! میرا شوہر اگر کھاتا ہے تو سب نمٹا دیتا (یعنی سب کھا جاتا) ہے، اور جب پیتا ہے تو سب صاف کر جاتا ہے (ایک بوند بھی نہیں چھوڑتا پورا برتن خالی کر دیتا ہے) اور اگر سوتا ہے تو تنہا ہی چادر میں لیٹ جاتا ہے میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا تاکہ میری ضرورت معلوم کر سکے۔

ساتویں (عورت) نے کہا! میرا خاوند احمق بے عقل ہے (اتنا بیوقوف ہے کہ بات بھی نہیں کر سکتا) یا عاجز نامرد ہے، ہر وہ بیماری جو ہو سکتی ہو وہ اس میں موجود ہے تیرا سر پھوڑ دے یا بدن زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گذرے۔

آٹھویں (عورت) نے کہا! میرے شوہر کا چھونا خرگوش کا چھونا ہے، اس کی خوشبو زعفران کی خوشبو ہے۔

نویں (عورت) نے کہا! میرا خاوند اونچے ستون کی عمارت جیسا ہے، دراز قامت ہے، بہت زیادہ راکھ والا یعنی مہمان نواز ہے اس کا گھر مجلس کے قریب ہے۔

دسویں (عورت) نے کہا! میرا شوہر مالک ہے اور مالک کیا ہے؟ اس کے اونٹ بہت ہیں جو اکثر تھانوں میں رہتے ہیں، چراگاہ میں کم جاتے ہیں جب وہ اونٹ باجے کی آواز سنتے ہیں تو وہ یقین کر لیتے ہیں کہ وہ ذبح ہونے والے ہیں۔

گیارہویں (عورت) نے کہا! میرا شوہر ابوزرع ہے، ابوزرع کی کیا تعریف کروں؟ اس نے تو میرے کانوں کو زیورات سے جھکا دیا، اور کھلا کھلا کر میرے بازوؤں کو چربی سے بھر دیا، اس نے مجھے ایسا خوش کیا کہ میں خود کو بھلی لگنے لگی، اس نے مجھے ایسے گھرانے میں پایا جو بمشکل چند بکریوں کا مالک تھا، پھر ایسے گھرانے میں لایا جو گھوڑے، اونٹ اور کھیتی کے بیل والے اور کسان تھے، پھر مزید یہ کہ میں اس کے

یہاں کچھ بھی کہتی ہوں تو برا نہیں مانا جاتا، اور سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں اور پیتی ہوں تو خوب سیر ہو کر پیتی ہوں۔

ابوزرع کی ماں، میں ان کی کیا تعریف کروں ان کے بڑے برتن بھرے رہتے اور ان کا گھر کشادہ تھا۔

ابوزرع کا بیٹا، تو ابوزرع کے بیٹے کا کیا کہنا کہ (ایسا دبلا پتلا نرم و نازک بدن) اس کی خواب گاہ یعنی سونے کا حصہ (پسلی وغیرہ) ستی ہوئی ٹہنی کی طرح یا ستی ہوئی تلوار کی طرح باریک، بکری کے بچہ کا ایک دست اس کا پیٹ بھر دے۔

ابوزرع کی باندی، وہ بھی کمال کی چیز ہے کہ ہماری باتیں باہر نہیں پھیلاتی، ہمارے کھانے تک کی چیز بھی بے اجازت سے خرچ نہیں کرتی، اور ہمارے گھر کو کوڑا کرکٹ سے صاف رکھتی ہے۔

ام زرع نے بیان کیا! کہ ایک دن ابوزرع ایسے وقت نکلا جب کہ دودھ کے برتن بلوئے جارہے تھے، اچانک ابوزرع نے ایک ایسی عورت کو دیکھا جس کے ساتھ چیتے کے مانند دو بچے تھے، جو اس کی کوکھ کے نیچے رواں روی سے کھیل رہے تھے، پھر ابوزرع نے مجھے طلاق دیدی، اور اس عورت سے نکاح کرلیا تو میں نے بھی ابوزرع کے بعد ایک ایسے سردار سے نکاح کرلیا جو گھوڑے کا اچھا سوار، اور عمدہ نیزہ باز تھا اس نے بھی مجھ کو بہت جانور دیدئے، اور ہر قسم کے جانور میں سے ایک ایک جوڑا دیا، اور کہا ام زرع خود بھی کھاؤ، اور اپنے عزیز واقرباء کو بھی کھلاؤ (تیرے لیے عام اجازت ہے) لیکن بات یہ ہے اگر میں اس کی دی ہوئی ساری چیزوں کو جمع کروں، تب بھی ابوزرع کی چھوٹی سی دی ہوئی چیز کے برابر نہیں ہوسکتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا! اے عائشہ رضی اللہ عنہا! میں بھی تیرے لیے ایسا خاوند ہوں جیسے ابوزرع ام زرع کے لیے تھا۔ (صحیح بخاری - کتاب النکاح)

آخری جنتی

حضور اقدس ﷺ نے ایک موقع پر جنت کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا، خوشی و مسرت سے اس کا یہ عالم ہوگا کہ قدم تو آگے بڑھائے گا لیکن خوشی سے بے قابو ہو کر گر جائے گا، بیچ بیچ میں وہ جہنم کی تپش بھی محسوس کرے گا، اور جب جہنم کی تپش سے دور ہو جائے گا تو جہنم کی طرف رخ کر کے کہے گا: پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے تجھ سے نجات دی، اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ دیا جو اس نے اول و آخر میں سے کسی کو نہیں دیا، اس کے سامنے ایک درخت کھڑا کر دیا جائے گا، وہ شخص کہے گا، اے میرے رب! مجھے اس درخت سے قریب کر دیجئے تاکہ میں اس کا سایہ لے سکوں، اور اس کا پانی پی سکوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے آدم کے بیٹے! اگر میں نے تمہاری یہ خواہش پوری کر دی تو تم دوسرا سوال کرو گے، وہ کہے گا: اے میرے رب! نہیں! اور وعدہ کرے گا کہ اگلا کوئی سوال نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی بے صبری کو دیکھ کر اس کی خواہش پوری کر دے گا اور اس شخص کو درخت سے قریب کر دے گا، وہ شخص اس کے سائے میں آرام کرے گا، اس کا پانی پیے گا، پھر اس کے سامنے ایک دوسرا درخت کھڑا کر دیا جائے گا جو اس پہلے درخت سے کہیں زیادہ گھنا اور سایہ دار ہوگا، وہ بندہ عاجزانہ درخواست کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت سے قریب کر دیجئے تاکہ میں اس کا پانی پیوں اور اس کا

سایہ حاصل کروں، اس کے بعد میں آپ سے کچھ بھی نہیں مانگوں گا، اللہ تعالی فرمائے گا: کیا ابھی کچھ دیر پہلے تم نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تم مجھ سے کوئی اور سوال نہیں کروگے، اب اگر میں تم کو اس درخت سے قریب کر بھی دوں تو تم مجھ سے مزید کے طالب ہوگے، وہ بندہ فورا کہے گا، اے میرے رب، آپ میری یہ خواہش پوری کردیجیے میں اس کے بعد آپ سے کچھ بھی نہیں مانگوں گا، اللہ تعالی اس بار بھی اس کی بے صبری کو دیکھ کر اس کی یہ خواہش بھی پوری کردے گا، چنانچہ اس کو اس درخت سے قریب کردیا جائے گا، وہ شخص اس کے سایہ میں آرام کرے گا اور اس کا پانی پیے گا، پھر اس کو جنت کے دروازے پر لگا ہوا ایک درخت نظر آئے گا، جو ان دونوں درختوں سے کہیں بڑھ کر گھنا اور پھل دار ہوگا، وہ بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت سے قریب کردیئے تاکہ میں اس کا سایہ حاصل کرلوں، اور اس کا پانی پی لوں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد آپ سے کچھ نہیں مانگوں گا، میری ساری مرادیں آپ نے پوری کردیں، اللہ تعالی فرمائے گا: کیا تم نے ابھی کچھ دیر پہلے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تم مجھ سے اور کچھ نہیں مانگو گے، وہ کہے گا، اے میرے رب! کیوں نہیں، اب اس کے علاوہ کچھ اور نہیں مانگوں گا، اور اللہ تعالی اس کی بے صبری پر اس کی یہ خواہش بھی پوری کردے گا، اس کو اس درخت سے قریب کردے گا، جب وہ اس کے قریب ہوگا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا تو جنت کی خواہش کر بیٹھے گا، کہے گا، اے میرے رب، مجھے اب جنت ہی میں داخل کردیجیے، اللہ تعالی فرمائے گا: اے ابن آدم تمہارے مطالبات تو ختم ہونے میں ہی نہیں آرہے ہیں، کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ میں تم کو دنیا اور اس جیسی ایک اور دنیا دے دوں، وہ شخص کہے گا: اے میرے رب آپ رب العالمین ہوتے ہوئے مجھ سے مزاق کرتے ہیں، یہاں تک سنا کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسکرائے اور وہاں موجود لوگوں سے پوچھا، کیا تم لوگ مجھ

سے مسکرانے کی وجہ نہیں پوچھو گے؟ ان لوگوں نے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا، اسی طرح نبی کریم ﷺ بھی اس جگہ پہنچ کر مسکرائے تھے، اور صحابہ کرام نے حضور اقدس ﷺ سے بھی مسکرانے کی وجہ دریافت کی تھی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا، خدا کے مسکرانے کی وجہ سے کہ اس نے جب کہا، کیا آپ مجھ سے مزاق کر رہے ہیں؟ جبکہ آپ سارے جہانوں کے رب ہیں تو اللہ تعالی کہے گا: میں تم سے مزاق نہیں کر رہا، لیکن میں جو چاہتا ہوں اس پر میں قادر ہوں۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الایمان

بادشاہ کی شکست

حضور پاک ﷺ نے صحابہ کرام کو پچھلے زمانے کے ایک بادشاہ کا واقعہ سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا، تم سے پہلے ایک بادشاہ گزرا ہے، اس کے ساتھ ایک جادوگر بھی تھا، جادوگر نے جب بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھا تو بادشاہ سے کہا: میں بوڑھا ہو چکا ہوں، کسی بھی دن میری موت ہو سکتی ہے، اگر میں نے جادو کا علم کسی اور کو نہیں سکھایا تو یہ علم میرے ساتھ ہی رخصت ہو جائے گا، آپ ایسا کیجیے کہ کسی بچہ کو میرے پاس بھیجنا شروع کر دیجئے تا کہ میں اس کو جادوگری سکھا دوں، بادشاہ نے اس کے پاس ایک بچہ کو بھیجنا شروع کر دیا، راستہ میں ایک راہب رہتا تھا، بچہ وقت گزاری کے لیے کچھ دیر راہب کے پاس بیٹھ جاتا، اور اس کی باتیں سنتا، راہب کی باتیں اس کو بہت اچھی لگتیں، راہب کے یہاں رکنے کی وجہ سے اس کو جادوگر کے یہاں پہنچنے میں دیر ہو جاتی، جادوگر دیر سے آنے پر اس کی پٹائی کرتا، ایک دن بچے نے راہب سے اس کی شکایت کی، راہب نے اس سے کہا: جب تم کو جادوگر سے ڈر محسوس ہو تو کہد و کہ مجھے گھر والوں نے روک لیا تھا، اور جب گھر والوں سے ڈر ہو تو کہد و کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا، یہ سلسلہ چلتا رہا، ایک دن ایسا ہوا کہ جب وہ بچہ جا رہا تھا تو راستہ میں دیکھا کہ بھیڑ لگی ہوئی ہے، اور ایک بڑا خونخوار جانور راستہ روکے ہوئے ہے، اس بچہ نے کہا: آج مجھے معلوم ہو جائے گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب، اس نے ایک پتھر

اٹھایا، اور کہا: اے اللہ اگر راہب تیرے نزدیک اس جادوگر سے بہتر ہے تو اس جانور کو اس پتھر سے موت دے دے، تاکہ راستہ کھل جائے اور لوگ آسانی سے آجا سکیں، یہ کہکر اس نے پتھر مارا اور جانور مر گیا، راستہ کھل گیا اور لوگ آنے جانے لگے، وہ بچہ راہب کے پاس آیا، اور پورا واقعہ سنایا، راہب نے اس سے کہا: اے میرے بیٹے، تمہارا مقام مجھ سے بھی بڑھ گیا، لیکن اب تم آزمائش میں پڑ جاؤ گے اگر یہ نوبت آئے تو کبھی میرا پتا نہ بتانا، ادھر اس بچہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دیدی تھی کہ وہ بچہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کے مریض کو شفایاب کر دیتا تھا، اور تمام امراض کا علاج کرتا تھا، بادشاہ کا ایک ہمنشیں تھا جو نابینا ہو گیا تھا، اس کو جب اس بچہ کے بارے میں یہ سب اطلاعات ملیں تو وہ اس کے پاس بہت سے تحفے لے کر پہنچا، اور کہا: میرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب تمہارا ہے بشرطیکہ تم مجھے میری بصارت لوٹا دو، اس لڑکے نے جواب دیا، میں کسی کو شفا نہیں دیتا، شفا دینے والی ذات اللہ کی ہے، ہاں اگر تم ایمان لے آؤ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تمہاری بینائی لوٹا دے، وہ شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی، وہ شخص بادشاہ کی مجلس میں آیا اور بڑی آسانی سے اور بغیر کسی کی مدد کے اپنی جگہ بیٹھ گیا، بادشاہ نے تعجب سے پوچھا کہ تمہاری بینائی کیسے واپس آئی؟ اس نے جواب دیا، میرے رب نے میری بینائی لوٹا دی، بادشاہ نے کہا: میرے علاوہ تمہارا کون رب ہے؟ اس نے جواب دیا، میرا اور تمہارا دونوں کا رب اللہ ہے، بادشاہ نے اس کو گرفتار کر کے سزائیں دینا شروع کر دیں، سزائیں جب برداشت سے باہر ہو گئیں تو اس نے بچہ کے بارے میں بادشاہ کو بتا دیا، بچہ کو گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا، بادشاہ نے اس بچہ سے کہا: تمہارا جادو یہاں تک پہنچ گیا کہ تم نابینا کو بینا کر دو اور کوڑھی کے کوڑھ کو دور کر دو، بچہ نے جواب دیا، یہ کام میں نہیں کرتا میرا خدا کرتا ہے، بادشاہ نے اس کو بھی گرفتار

کرلیا اور سزائیں دینا شروع کردیں، یہاں تک کہ اس بچہ نے راہب کا پتہ بتادیا، اب راہب کو گرفتار کرکے بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا، اور اس سے کہا گیا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ، راہب نے انکار کیا، بادشاہ نے اس کے سر کے بیچ میں آری رکھ کر اوپر سے نیچے تک چیر دیا، پھر اس بچہ کو لایا گیا، اس سے بھی یہی کہا گیا کہ اپنے دین سے باز آجاؤ، بچے نے بھی انکار کیا، بادشاہ نے اس بچے کو اپنے کچھ ساتھیوں کے حوالے کیا اور کہا: اس کو پہاڑ پر لے جاؤ اور پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ کر اس سے کہو کہ یہ اپنا دین چھوڑ دے، اگر یہ دین چھوڑنے پر راضی ہوجائے تو واپس لیتے آنا ورنہ اس کو پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دینا، وہ لوگ اس بچہ کو لے کر گئے اور پہاڑ پر چڑھے، اس بچہ نے دعا مانگی، اے اللہ! جو کام آپ چاہتے ہیں اس کے لیے مجھے ان سے بچالیے، پہاڑ ہلا اور وہ سب کے سب نیچے آگئے، بچہ اطمینان سے چلتا ہوا بادشاہ کے پاس پہنچا، بادشاہ نے پوچھا، تم کیسے؟ تمہارے ساتھ جو لوگ گئے تھے وہ کہاں گئے؟ بچہ نے جواب دیا، ان سب کے لیے اللہ تعالی کافی ہوگیا، بادشاہ نے اس بچہ کو ایک دوسری پارٹی کے سپرد کیا، اور کہا: اس کو لے جاؤ اور ایک کشتی میں سوار ہو، جب بیچ سمندر میں پہنچو تو اس سے دین چھوڑنے کی بات کرو اگر یہ اپنے دین سے باز آجائے تو ٹھیک ورنہ اس کو سمندر میں پھینک دو، وہ لوگ بچہ کو لے کر روانہ ہوگئے، بچے نے پھر دعا کی، اے اللہ! جو کام آپ چاہتے ہیں اس کے لیے مجھے ان سے بچالیجیے، پھر کیا تھا کشتی ان کو لیکر پلٹ گئی اور وہ سب کے سب ڈوب گئے، بچہ پھر اطمینان کے ساتھ چلتا ہوا بادشاہ کے پاس پہنچا، بادشاہ نے کہا: تمہارے ساتھی کہاں گئے؟ بچہ نے جواب دیا، میرا اللہ ان کے لیے کافی ہوگیا، پھر بچہ نے بادشاہ سے کہا: تم جب تک میرے مشورہ پر عمل نہیں کروگے اس وقت تک مجھے نہیں کرسکتے، بادشاہ نے کہا: وہ کیا مشورہ ہے، اس بچہ نے کہا: تم تمام لوگوں کو میدان میں جمع کرو، اور ایک تختہ پر مجھے لٹکادو، پھر

میرے ترکش سے ایک تیر نکالو، پھر اس تیر کو کمان میں رکھو، اور یہ کہو (بسم اللہ رب الغلام) اس اللہ کے نام سے جو اس بچہ کا رب ہے، پھر مجھے وہ تیر مارو، اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے قتل کر سکو گے، بادشاہ نے لوگوں کو ایک بڑے میدان میں جمع کیا، اس لڑکے کو ایک تختہ پر لٹکا دیا، اس کے ترکش سے تیر نکالا، اس تیر کو کمان میں رکھا، پھر بسم اللہ رب الغلام کہہ کر بچے پر تیر چلایا، تیر بچے کی کنپٹی پر لگا، اس نے اپنا ہاتھ کنپٹی کے اس حصہ پر رکھا جہاں تیر لگا تھا، اور مر گیا، پھر کیا تھا مجمع میں ہر طرف سے آواز آنے لگی، ہم بھی اس بچہ کے رب پر ایمان لائے، ہم بھی اس بچہ کے رب پر ایمان لائے، بادشاہ کو لایا گیا اور اس سے کہا گیا، جس چیز کا آپ کو ڈر تھا وہی چیز پیش آ گئی، اور سب لوگ ایمان لے آئے، بادشاہ نے حکم دیا کہ واپسی کے جتنے راستے ہیں ان کے منہ پر گڑھے کھودے جائیں، گڑھے کھود دیئے گئے، اور اس میں آگ جلائی گئی، جب آگ پوری طرح دھک گئی تو بادشاہ نے حکم دیا: جو اس دین سے باز نہ آئے اس کو ان گڑھوں میں پھینک دو، یا اس سے کہا جائے کہ خود اس میں کود دو، ان لوگوں نے ایسا ہی کیا، وہ لوگ ایک ایک کر کے گڑھے میں کودتے گئے، یہاں تک کہ ایک عورت اپنے بچہ کے ساتھ آئی، اور آ کر رک گئی، اور آگ میں کودنے سے ڈری، بچہ نے کہا: اے میری ماں صبر کرو تم حق پر ہو

(صحیح مسلم۔ کتاب الزہد والرقائق)

سزا دینے میں زیادتی جائز نہیں

حضور اقدس ﷺ نے ایک نبی کا واقعہ بیان فرمایا: آپ ﷺ نے فرمایا، ایک نبی نے ایک درخت کے نیچے پڑاؤ ڈالا، وہاں ان کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا، انہوں نے حکم دیا کہ تمام چیونٹیوں کو ان کے سامنے لایا جائے، چنانچہ چیونٹیوں کو زمین سے نکال کر ان کے سامنے لایا گیا، انہوں نے حکم دیا کہ چیونٹیوں کے سارے سوراخوں اور بلوں کو جلا دیا جائے، تعمیل حکم میں ان کے متبعین نے ان چیونٹیوں کو جلا دیا، اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ تم کو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا تم نے بدلے میں سب کو کیوں مار ڈالا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق)

شراب کے نقصانات

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے شراب کے نقصانات سے آگاہ کرتے ہوئے ایک واقعہ یہ بیان فرمایا، وہ کہتے ہیں کہ تم سے پہلے ایک نوجوان گزرا ہے، بڑا ہی خوبصورت اور بڑا ہی عبادت گزار، ایک فاحشہ عورت کو اس سے محبت ہوگئی، لیکن کرے تو کیا کرے نوجوان عبادت گزار بھی ہے اور خدا سے ڈرنے والا بھی، آخر میں اس عورت نے ایک چال چلی، اس نے اس شخص کے پاس اپنی باندی کو بھیجا، اور کہلوایا کہ مجھے ایک معاملہ میں آپ کی گواہی کی ضرورت ہے، کچھ دیر کے لیے آپ چلے آئیں، وہ نوجوان دھوکے میں آکر باندی کے ساتھ چل دیا، جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اس باندی نے گھر کے تمام دروازے بند کردیئے، اور اس کو لے کر ایک خوبصورت عورت کے پاس گئی جس کے پاس ایک بچہ بھی تھا، اس عورت نے کہا: میں نے تم کو گواہی کے لیے نہیں بلایا، بلکہ بدکاری کے لیے بلایا ہے، میں تمہارے سامنے تین کام رکھوں گی ان میں سے ایک کام تمہیں کرنا ہی ہوگا، یا تو تمہیں شراب پینی ہوگی، یا اس بچہ کو قتل کرنا ہوگا، یا میرے ساتھ بدکاری کرنی ہوگی، اس نوجوان نے دل میں سوچا کہ بچے کو قتل کرنے اور زناکاری کے مقابلے میں شراب کا پینا کم درجے کا گناہ ہے، یہ سوچ کر اس نے کہا، مجھے شراب پلادو، اس عورت نے اس کو ایک گلاس شراب پلائی، شراب کا نشہ جب کچھ چڑھا تو اس نے کہا کہ اور پلاؤ، یہاں تک کہ شراب کا نشہ پوری طرح چڑھ گیا، نشہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس نوجوان نے بدکاری بھی کی، بچہ کو قتل بھی کیا تو شراب سے دور رہو، خدا کی قسم! ایمان اور شراب ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے، ڈر ہے کہ ایک کے آنے سے دوسرا نکل جائے گا۔ (سنن النسائی - کتاب الأشربۃ)

مال کی محبت ہلاکت کا ذریعہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے موسی علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے ان کو زکوۃ کا حکم دیا اورانہوں نے اپنے ماننے والوں سے زکوۃ وصول کرنا شروع کیا تو قارون نے تمام لوگوں کو جمع کیا، ان کو حضرت موسی علیہ السلام کے خلاف ورغلایا، اور کہا، اس شخص (موسی علیہ السلام) نے تم پر نماز فرض کی وہ تم پڑھ سکتے ہو، روزے فرض کیے وہ تم رکھ سکتے ہو، لیکن اب اس نے تم پر زکوۃ فرض کردی ہے، اور زکوۃ کے ذریعہ وہ تمہاری کمائی پر ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے، کیا تم اس کی باتوں میں آکر اپنے مال کی زکوۃ نکالو گے؟ ہوش کے ناخون لو، ابھی وقت ہے، ان کے خلاف متحد ہو جاؤ، ورنہ کل پچھتاؤ گے، لوگوں نے جواب دیا، ہم تو خود یہی چاہتے ہیں کہ ہمیں زکاۃ نہ دینی پڑے، لیکن آپ ہی بتائیے کہ ہم کیا کریں؟ قارون نے کہا: میری رائے تو یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کو بلایا جائے اوراس سے کہا جائے کے وہ موسی علیہ السلام پر بدکاری کا الزام لگائے، ان لوگوں کو یہ مشورہ بہت پسند آیا، انہوں نے ایسا ہی کیا، اس فاحشہ عورت نے پورے مجمع کے سامنے موسی علیہ السلام پر بدکاری کا الزام لگایا، حضرت موسی علیہ السلام نے ان تمام لوگوں کو جو اس میں شریک تھے بددعا دی، اللہ تعالی نے زمین کو موسی علیہ السلام کی اطاعت کا حکم دیا، موسی علیہ السلام نے زمین سے کہا: ان سب کو نگل لو، زمین نے ان سب کو گردنوں تک نگل

لیا، وہ لوگ گڑگڑانے لگے، فریاد کرنے لگے، اے موسی، معاف کردو، اے موسی معاف کردو، آج کے بعد کبھی ہم تمہارے خلاف نہیں جائیں گے، لیکن حضرت موسی علیہ السلام نے ان کے اس جرم کو دیکھتے ہوئے ان کو رحم کا مستحق نہیں سمجھا، زمین نے ان کو اور نگلا یہاں تک کہ وہ پورے کے پورے زمین کے اندر چلے گئے، اس کے بعد اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کی جانب وحی بھیجی کہ اے موسی، میرے بندوں نے تم سے رحم کی درخواست کی، گریہ وزاری کی، لیکن تم نے ان کی درخواست منظور نہیں کی، میری عزت کی قسم اگر وہ مجھ سے رحم کی درخواست کرتے تو میں ضرور قبول کر لیتا۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ - کتاب الفضائل)

تکبر کا انجام

حضور اقدس ﷺ نے بنی اسرائیل کے دولوگوں کا واقعہ سنایا، دونوں ایک دوسرے کی ضد تھے، ایک چوبیس گھنٹے عبادت میں مشغول رہتا تھا، دوسرا ہر وقت کسی نہ کسی گناہ میں مبتلا رہتا تھا، عبادت میں مشغول رہنے والا گناہ گار کو اس حالت میں دیکھتا تو اس کو نصیحت کرتا، اچھے کاموں کی تلقین کرتا، آخرت کا خوف دلاتا، جنت وجہنم کے تذکرے کرتا، لیکن اس کی نصیحت کا دوسرے پر کوئی اثر نہ پڑتا، ایک دن اس نے اسے پھر گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو پھر اسے نصیحت کی، لیکن وہ گناہ گار شخص اس شخص کی بار بار کی نصیحت سے اکتا چکا تھا، کہنے لگا، مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، جو ہوگا میرے ساتھ ہوگا، میرے رب نے تم کو میرا نگراں بنا کر نہیں بھیجا ہے، اس شخص نے غصے سے مغلوب ہو کر کہا، خدا کی قسم: اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کبھی نہیں کرے گا، یا اس نے یہ کہا کہ تم کو جنت میں داخل نہیں کرے گا، کچھ ہی دن گذرے تھے کہ ان دونوں کی روحیں قبض کرلی گئیں اور خدا کے سامنے پیش کی گئیں، اللہ تعالیٰ نے عبادت گزار سے کہا: کیا تو میرے بارے میں جانتا تھا، یا میرے ہاتھ میں جو ہے اس پر تو قادر تھا، اگر نہیں پھر تو نے کیسے کہہ دیا کہ خدا تیری مغفرت نہیں کرے گا؟ پھر اللہ تعالیٰ گناہ گار سے مخاطب ہوگا اور اس سے کہے گا: جاؤ اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہوجاؤ، اور دوسرے کے بارے میں فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کو جہنم میں پھینک دو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بسا اوقات منھ سے نکلا ایک لفظ دنیا اور آخرت کو برباد کردیتا ہے۔ (سنن ابی داؤد- کتاب الأدب)

حسب ونسب بے معنی اگر اسلام نہیں

حضور اقدس ﷺ نے بنی اسرائیل کا ایک اور واقعہ سنایا کہ بنی اسرائیل میں آدمی تھے دونوں نے موسی علیہ السلام کے زمانے میں اپنا نسب بیان کیا، ان میں ایک خدا پر ایمان رکھتا تھا، دوسرا خدا کا انکار کرتا تھا، پہلے منکر خدا نے اپنا نسب بیان کیا کہ میں فلاں ہوں فلاں کا بیٹا ہوں، یہاں تک کہ اپنے باپ دادا اور ان کے اوپر کے لوگوں کے نو نام گنادیئے پھر اس نے مسلمان سے کہا: اب تم اپنا سلسلہ نسب بیان کرو جس میں تمہاری ماں کا ذکر نہ ہو، اس نے کہا: میں فلاں بن فلاں ہوں اور اس کے بعد جو کڑی ہے اس سے بری ہوں، موسی علیہ السلام نے آواز دیکر مجمع کو اکھٹا کیا، جب مجمع اکھٹا ہوگیا تو فرمایا: تمہارے درمیان فیصلہ ہوگیا، جس شخص نے اپنا سلسلہ نسب نو باپ تک شمار کیا لیکن وہ دسواں ہوکر جہنم میں ہے، اور جس نے صرف اپنے والدین کی طرف نسبت کی اور ان سے اوپر کا نسب اسے معلوم نہیں وہ خود مسلمان ہوکر جنتی ہے (اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حسب ونسب سے کچھ نہیں ہوتا، اصل دین ہے، ماں باپ کافر ہیں لیکن کوئی شخص انہی کی طرف اپنا انتساب کرتا ہے اور ان کے دین پر کاربند ہے، اس کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا، اس کے برخلاف ایک شخص خدا کا نام لیوا ہے، اس کی مرضی پر چلنے والا ہے چاہے اس کے آباو جداد میں ایک بھی نامی گرامی نہ گذرا ہو لیکن اس کا ایمان اسے جنت میں لے جائے گا) (المعجم الکبیر للطبرانی)

ایک آدمی کا تقدیر کو نہ ماننا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ گذشتہ قوموں میں سے ایک قوم میں ایک شخص ایسا گزرا ہے، جو تقدیر کو نہیں مانتا تھا، اور اپنی بیوی کے ساتھ بہت برا سلوک کرتا تھا، وہ ایک مقبرہ پر گیا وہاں اس نے ایک کھوپڑی دیکھی جس پر کوئی تحریر لکھی ہوئی تھی، جس کو جلادیا گیا تھا، اور ہوا میں بکھیر دیا گیا تھا، اس شخص نے اس کو لیا اور اس کو ایک ٹوکری میں رکھا، اور اپنی بیوی کو دے دیا، اور اس بار اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا، اور پھر سفر پر چلا گیا، اس کی بیوی کی سہیلیاں آئیں اور اس سے کہا: تمہارے شوہر کا رویہ تمہارے ساتھ کیسا ہے، کیا اس نے تم کو کچھ دیا ہے؟ اس نے جواب دیا، ہاں، انہوں نے یہ ٹوکری دی ہے، ان سہیلیوں نے کہا: اس ٹوکری میں اس لڑکی کا سر ہے جو تمہارے شوہر کی دوست تھی، یہ سننا تھا کہ اس عورت کو سخت غصہ آیا اور وہ کھڑی ہوگئی اور اس ٹوکری کو کھولا، اس میں کھوپڑی رکھی ہوئی تھی، یہ دیکھ کر اس کی سہیلیوں نے اس سے کہا، اے ام فلاں! اب تم کیا کروگی میرا مشورہ مانو تو اس کو جلادو، اور ہوا میں اڑادو، اس نے ایسا ہی کیا، اس کا شوہر سفر سے واپس آیا، بیوی غصہ میں بھری بیٹھی تھی، اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس ٹوکری کا کیا ہوا؟ بیوی نے پوری بات اس کو بتائی، اس شخص نے کہا: میں اللہ تعالی پر ایمان لایا، اور تقدیر پر ایمان لایا، اور اپنے پچھلے قول سے باز آیا۔

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء)

گناہ پر ندامت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ گذشتہ امتوں میں سے کسی امت میں ایک شخص گزرا ہے جس نے اللہ تعالی کی اسی (۸۰) سال عبادت کی، پھر اس سے ایک گناہ سرزد ہو گیا، اسے ڈر لگا کہ کہیں وہ عذاب میں مبتلا نہ ہو جائے، خدا کی پکڑ سے بچنے کے لیے وہ ایک بہت بڑے میدان میں گیا اور یہ آواز لگائی، اے خشکی کی جگہ جہاں ریت بہت ہے، کانٹے دار درخت بہت ہیں، چوپایے بہت ہیں، قلعے بہت ہیں، کیا ایسی بھی کوئی جگہ ہے جہاں میں اپنے رب سے چھپ سکوں، اللہ کے حکم سے اس جگہ نے اس کا جواب دیا، اے آواز لگانے والے! خدا کی قسم: ہر پودے میں اور ہر درخت میں خدا کا ایک وکیل فرشتہ بیٹھا ہوا ہے، میں اللہ سے تم کو کیسے چھپا سکتا ہوں، وہ سمندر کے کنارے آیا اور آواز لگائی، اے سمندر جس میں پانی بہت ہے، مچھلیاں بہت ہیں، کیا تمہارے اندر کوئی ایسی جگہ ہے جہاں میں اپنے رب سے چھپ سکوں، اس سمندر نے اللہ کے حکم سے جواب دیا، اے آواز لگانے والے، ہر کنکری میں اور ہر چوپایے میں اللہ کی جانب سے ایک وکیل فرشتہ مقرر ہے، میں تم کو اللہ سے کیسے چھپا سکتا ہوں، وہ شخص پہاڑ پر گیا، اور آواز لگائی، اے پہاڑ جس کی بلندی آسمان کو چھو رہی ہے، جس میں غار بہت ہیں، کیا تمہارے اندر کوئی ایسی جگہ ہے جہاں میں اپنے رب سے چھپ سکوں، پہاڑ نے جواب دیا، ہمارے اندر ہر کنکری

میں اور ہر غار میں خدا کی جانب سے ایک وکیل فرشتہ مقرر ہے، میں تم کو کہاں چھپاؤں، وہ شخص وہیں ٹھہر گیا، عبادت کرنے لگا اور توبہ کرنے لگا، جب اس کی موت کا وقت آیا تو وہ رونے لگا، اور کہا: اے میرے رب! میری روح قبض کر لے اور میرا جسم لے لے، بس قیامت کے دن مجھے نہ اٹھا۔

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء)

بندر کا حرام مال کو ضائع کرنا

حضور اقدس ﷺ نے ایک شخص کا واقعہ بیان کیا جس نے ایک کشتی میں شراب لی تا کہ اس کو بیچے، اس کے ساتھ کشتی میں ایک بندر بھی تھا، وہ شخص جب شراب بیچنے کا ارادہ کرتا تو پہلے اس میں پانی ملاتا پھر بیچتا، اس بندر نے پیسوں کی تھیلی لی اور اس کو لیکر بادبانی کے ڈنڈے پر چڑھ گیا اور اس تھیلی سے ایک دینار سمندر میں اور ایک دینار کشتی میں پھینکنے لگا (جس طرح اس شخص نے ملاوٹ کر کے مال کمایا تھا اسی طرح بندر نے ملاوٹ والے مال کو ندی میں پھینک کر ضائع کر دیا، حرام مال جیسے آتا ہے ویسے ہی جاتا ہے)

(مسند احمد)

تین لوگوں کا اعتراف گناہ

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں تین عبادت گزار ایک جگہ جمع ہوئے، مقصد یہ تھا کہ وہ تینوں اس جگہ اپنے بڑے گناہوں کا اعتراف کریں گے، ان میں سے ایک نے کہا: میرے نزدیک میرا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ تھا، اچانک ایک درخت ہمارے سامنے آگیا، میں اس کی اوٹ میں چھپ گیا پھر اچانک اس کے سامنے آگیا وہ ڈر گیا اور کہا: ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ فیصلہ کرے گا، دوسرے نے کہا: میرا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ہم بنی اسرائیلی جب پیشاب کرتے تو جہاں پیشاب لگتا تو کپڑے کا اتنا حصہ کاٹ دیتے، ایک دفعہ میں نے پیشاب کیا، اور جس حصے میں پیشاب لگا، میں نے اتنا حصہ کاٹ لیا لیکن صحیح طریقے سے نہیں کاٹا (کچھ کوتاہی ہوئی)، یہی میرا سب سے بڑا گناہ ہے، تیسرے نے کہا: میری والدہ تھیں، انہوں نے مجھے بلایا، میں نے جواب دیا، انہوں نے میرا جواب نہیں سنا، غصہ میں آکر انہوں نے مجھ پر پتھر اور کنکریاں مارنا شروع کردیں، میں نے چھڑی لے لی، اور ان کے سامنے بیٹھنے کے لیے آیا تاکہ وہ مجھے مار سکیں، اور مجھ سے راضی ہوجائیں، لیکن وہ مجھے اس حالت میں دیکھ کر گھبرا گئیں، اور گھبراہٹ میں وہ ایک درخت سے ٹکرا گئیں، ان کا سر پھٹ گیا، یہ میرا سب سے بڑا گناہ ہے۔ (البر والصلۃ لابن الجوزی)

صحبت بد ہزار بدتر است

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا وہ جب اپنے بھائی کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا تو سختی سے منع کرتا، ایک دن اس نے اس کو گناہ کی حالت میں دیکھا مگر منع نہیں کیا، کیوں کہ اس کا کھانا، پینا اور اٹھنا بیٹھنا اس کے ساتھ ہو گیا تھا، جب اللہ تعالی نے یہ دیکھا تو ایک دوسرے کے دلوں میں نفرت پیدا کر دی، اور ان کے نبی داؤد اور عیسی علیہ السلام کی زبانی ان پر لعنت برسائی، ﴿ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ﴾ سورہ بقرہ ۶۱ (یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور سرکشی میں لگے رہے) پھر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم بھلائی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو، اور برائی اور ظلم کرنے والے کا ہاتھ پکڑتے رہو اور اس کو حق کا تابع بنانے کی کوشش کرتے رہو، ورنہ خدا تمہارے دلوں میں دوریاں پیدا کر دے گا، اور تم پر لعنت برسائے گا جس طرح ان لوگوں پر لعنت برسائی۔

(البدع لابن وضاح)

مردہ کا زندہ ہو جانا

حضور اقدس ﷺ نے ایک بنی اسرائیلی کا واقعہ سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل کے واقعات سنایا کرو کیوں کہ ان میں عجیب وغریب واقعات رونما ہوئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے کچھ لوگ کہیں جارہے تھے، گذر ان کا ایک قبر کے پاس سے ہوا، انہوں نے آپس میں کہا: اگر ہم نماز پڑھیں اور اللہ تعالی سے دعا کریں تو کیا بعید کہ اللہ تعالی قبر کے اس مردہ کو زندہ کر دے جس سے ہم موت کی حقیقت دریافت کرلیں، انہوں نے ایسا ہی کیا، ایک دم سے ان کے سامنے قبر سے ایک مردہ نکلا جس کے ماتھے پر سجدہ کے نشانات تھے، اس نے کہا: اے لوگوں! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو میں سو سال پہلے مرگیا تھا مگر موت کی سختی ابھی تک محسوس کر رہا ہوں، خدا سے دعا کرو کہ مجھے سابقہ حالت میں لوٹا دے۔

(فوائد تمام)

شیطان کا مہلک ہتھیار

حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی، جس پر شیطان سوار ہو گیا تھا، اس نے اس کے گھر والوں کے دل میں یہ وسوسہ پیدا کیا کہ اس بیماری کا علاج فلاں راہب کے پاس ہے، راہب اپنے گرجا گھر میں رہتا تھا، عورت کے گھر والے برابر راہب کو راضی کرنے کی کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ راہب نے اس لڑکی کو اپنے گرجا گھر میں ٹھہرا لیا، پھر شیطان اس راہب کے پاس آیا اور اس کے دل میں وسوسہ ڈالا یہاں تک کہ اس راہب نے اس لڑکی کے ساتھ بدکاری کی، اور لڑکی حاملہ ہو گئی، پھر شیطان اس کے پاس آیا اور کہا: اب تم رسوا ہو سکتے ہو، لہذا اس لڑکی کو قتل کر دو اور دفن کر دو، اگر اس کے گھر والے آئیں تو کہنا کہ وہ مر گئی تھی میں نے اس کو دفن کر دیا، اس راہب نے ایسا ہی کیا، لڑکی کو مار ڈالا اور دفن کر دیا، اب شیطان اس کے گھر والوں کے پاس آیا اور کہا: راہب نے لڑکی کو مار ڈالا ہے اور دفن بھی کر دیا ہے، وہ لوگ راہب کے پاس پہنچے، اور اس سے لڑکی کے بارے میں پوچھا، راہب نے ان سے کہا، وہ مر گئی اور میں نے اس کو دفن کر دیا، اب پھر شیطان راہب کے پاس آیا اور کہا: میں ہی ہوں جو اس لڑکی پر سوار ہوا، میں ہی ہوں جس نے اس کے گھر والو کے دلوں میں یہ خیال پیدا کیا کہ اس کا علاج تمہارے پاس ہے، میں ہی ہوں جس نے تمہارے دل میں وسوسہ پیدا کیا یہاں تک

کہ تم نے اس کو قتل کیا اور دفن کر دیا، اور میں ہی ہوں جس نے اس کے گھر والوں کو جا کر یہ بتایا کہ تم نے اس کو مارا ہے اور دفن بھی کر دیا ہے، اب تم اس شکل میں بچ سکتے ہو کہ میری بات مانو اور مجھے دو سجدے کرو، اس نے ایسا ہی کیا، اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ ﴾ . سورہ حشر ۱۶) اس شیطان کی طرح جس نے انسان سے کہا کفر کرو، جب اس نے کفر کیا تو شیطان نے کہا: میں تم سے بری ہوں۔

(شعب الایمان)

نبی کی آزمائش

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کا معمول تھا عصر کی نماز سے فارغ ہوکر ہونٹ ہلاتے گویا کہ کچھ بول رہے ہوں، آپ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ جب عصر کی نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو کچھ پڑھتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ایک نبی کو اپنی امت کی کثرت بہت اچھی لگتی تھی، انہوں نے کہا: اتنی بڑی تعداد کا کون مقابلہ کرسکتا ہے؟ اللہ تعالی نے وحی کے ذریعہ ان کو یہ حکم دیا کہ اپنی قوم کو دو چیزوں میں سے ایک چیز کو اختیار کرنے کا حکم دیجیے یا تو میں ان سے انتقام لے لوں یا ان پر دشمنوں کو مسلط کردوں، انہوں نے انتقام لینے کو اختیار کیا، اللہ تعالی نے ان کو موت کی نیند سلا دیا، اس دن ستر ہزار لوگ مرے۔

(سنن ترمذی- ابواب تفسیر القرآن الکریم)

حضرت موسی علیہ السلام کی حیا اور پاکدامنی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت موسی علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا کہ حضرت موسی علیہ السلام جب مدین میں پانی کے ایک کنویں پر آئے، وہاں انہوں نے لوگوں کو پانی پیتے ہوئے پایا، جب وہ لوگ فارغ ہوگئے تو ایک پتھر کو کنویں کے منہ پر رکھدیا، وہ پتھر اتنا وزنی تھا کہ دس لوگ مل کر اس کو اٹھا پاتے تھے، حضرت موسی علیہ السلام کی نظر دو لڑکیوں پر پڑی جو اس انتظار میں کھڑی تھیں کہ پتھر ہٹے تو وہ بھی اپنی بکریوں کو پانی پلائیں، حضرت موسی علیہ السلام نے ان لڑکیوں سے وہاں کھڑے ہونے کی وجہ پوچھی، لڑکیوں نے ان سے اپنی بات بتائی، موسی علیہ السلام کنویں پر آئے اور اکیلے وہ وزنی پتھر کنویں کے منہ سے ہٹادیا، پھر کنویں سے پانی نکالا، ابھی ایک ہی ڈول بھرا تھا کہ ساری بکریاں سیراب ہوگئیں، وہ دونوں لڑکیاں اپنے باپ کے پاس گئیں اور ان کو پورا واقعہ سنایا، حضرت موسی علیہ السلام ایک سایہ میں بیٹھ گئے اور یہ دعا مانگی، اے اللہ! آپ نے جو خیر میرے لیے اتارا ہے میں اس کا حاجت مند ہوں، کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک لڑکی شرماتی ہوئی حیا کی چال چلتی ہوئی آئی، وہ نقاب اوڑھے ہوئے تھی، اس نے کہا، آپ نے ہم لوگوں پر جو احسان کیا ہے اس کا بدلہ ہمارے والد آپ کو دینا چاہتے ہیں، بس اس کے لیے آپ

کو ہمارے گھر چلنا ہوگا، موسیٰ علیہ السلام اس لڑکی کے ساتھ چل دیئے، موسیٰ علیہ السلام نے لڑکی سے کہا کہ تم میرے پیچھے چلو اور راستہ بتاتی رہو، مجھے یہ پسند نہیں کہ ہوا کی وجہ سے تمہارے جسم سے چادر سرک جائے اور میری نظر تم پر پڑ جائے، حضرت موسیٰ علیہ السلام لڑکی کے والد کے پاس پہنچے اور پورا ماجرہ سنایا تو ان لڑکیوں میں سے ایک نے کہا کہ ابو جان آپ ان کو مزدوری پر رکھ لیے یقیناً آپ طاقتور اور امانت دار مزدور رکھنا پسند کریں گے، شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی سے کہا کہ تم کو ان کی طاقت اور امانت داری کا اندازہ کیسے ہوا؟ بیٹی نے جواب دیا کہ ان کی طاقت کا اندازہ اس طرح ہوا کہ جس پتھر کو دس لوگ اٹھا پاتے تھے اس پتھر کو انہوں نے اکیلے ہی اٹھالیا، اور جہاں تک ان کی امانت داری کا تعلق ہے تو اس کا علم مجھے اس طرح ہوا کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرے پیچھے چلو اور راستہ بتاتی رہو، مجھے یہ ناپسند ہے کہ ہوا کی وجہ سے تمہارے کپڑے اڑیں اور جسم ظاہر ہو، یہ سن کر شعیب علیہ السلام کے دل میں موسیٰ علیہ السلام کی محبت پیدا ہوگئی، انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی ایک بیٹی سے تمہارا نکاح کردوں اس شرط پر کہ تم میرے ہاں آٹھ سال مزدوری کروگے، اگر تم نے دس سال پورے کیے تو یہ تمہاری جانب سے اضافہ ہوگا، موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا، یہ میرے اور آپ کے درمیان رہے گا، جو مدت بھی پوری کروں مجھ پر زیادتی نہیں کی جائے گی، انہوں نے کہا: ہاں اور ہم جو کہہ رہے ہیں اس پر اللہ کو وکیل بناتے ہیں، غرض حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کی شادی اپنی ایک بیٹی سے کردی، حضرت موسیٰ علیہ السلام وہیں ٹھہرے، ان کی کفایت کرتے رہے، ان کے لیے بکریاں چراتے رہے، اور ان کی، اپنی بیوی اور ان کی بہن کی ضرورت کی تکمیل کرتے رہے۔ (کنز العمال)

حضرت عمر کی قیافہ شناسی

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں کا معائنہ کر رہے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا، اس کے کندھے پر اس کا لڑکا بھی تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کسی کوے کو کسی دوسرے کوے سے اتنا مشابہ نہیں دیکھا جتنا یہ لڑکا اس شخص کے مشابہ ہے، اس شخص نے جواب دیا: اے امیر المومنین: اس کی ماں نے اس کو مردہ حالت میں جنا، حضرت عمر فاروقؓ نے دریافت کیا، یہ کیسے ہوا؟ اس نے جواب دیا، میں ایک جماعت کے ساتھ نکلا، وہ حاملہ تھی میں نے کہا: جو کچھ تمہارے پیٹ میں ہے میں اس کو اللہ کی نگرانی میں کر کے جارہا ہوں، جب میں سفر سے واپس آیا تو مجھ کو پتا چلا کہ وہ مرگئی، میں ایک رات اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ بقیع میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے چراغ کی مانند روشنی دکھائی دی، میں نے کلہاڑی اپنے ساتھ لی اور قبر کی جانب چل دیا، دیکھا کہ قبر کھلی ہوئی ہے اور یہ بچہ اپنی ماں کی گود سے چمٹا ہوا ہے، پھر ایک آواز آئی، اے اللہ کی نگرانی میں کر کے جانے والے اپنی امانت لے لو، اگر تم نے ماں کو بھی اللہ کی نگرانی میں رکھا ہوتا تو آج ماں بھی زندہ ہوتی، میں نے بچہ کو لے لیا اور قبر پھر سے بند ہوگئی۔ (مسند الفاروق)

ایک قرضدار کا احساس شرمندگی

حضرت عبادہ بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے والد کے ساتھ علم کے حصول کے لیے انصار کے قبیلہ میں گیا، سب سے پہلے ہماری ملاقات ابوالیسر صحابی رسول ﷺ سے ہوئی، ان کے ساتھ ان کا ایک لڑکا تھا، اس کے پاس ایک کاغذ علامتی نشان کے طور پر تھا، ابوالیسر رضی اللہ عنہ کے اوپر ایک چادر اور معافر قبیلہ کی ایک شال تھی، ان کے لڑکے پر بھی ایسی ہی چادر اور شال تھی، میرے والد نے ان سے کہا: چچا! مجھے آپ کے چہرے پر غصہ کے اثرات دکھائی دے رہے ہیں، انہوں نے جواب دیا، ہاں! فلاں بن فلاں بنو حرام کے قبیلہ سے تعلق رکھنے والے شخص کے اوپر میرا کچھ مال ہے، میں اس کے گھر گیا، سلام کیا، اور اس کے بارے میں پوچھا، گھر والوں نے جواب دیا، وہ گھر میں نہیں ہے، پھر اس کا نابالغ بیٹا باہر آیا، میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے ابا کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا، انہوں نے آپ کی آواز سن لی ہے، میں نے آواز لگائی، نکلو، مجھے معلوم ہے کہ تم کہاں ہو، وہ نکل آیا، میں نے اس سے پوچھا کہ تم مجھ سے چھپ کیوں رہے تھے، اس نے جواب دیا، میں پورا واقعہ تفصیل سے بیان کروں گا اور جھوٹ نہیں بولوں گا، مجھے اللہ سے ڈر ہے کہ میں آپ سے غلط بیانی کروں، اور وعدہ کر کے وعدہ خلافی کروں، جبکہ آپ حضور اقدس ﷺ کے صحابی ہیں، خدا کی قسم میں تنگ دست ہوں، میں نے کہا: خدا کی قسم! اس نے جواب دیا، ہاں خدا کی قسم! میں نے کہا: خدا کی قسم! اس نے جواب دیا: ہاں خدا کی قسم! میں نے کہا: خدا کی

قسم! اس نے جواب دیا، ہاں خدا کی قسم! میں نے وہ کاغذ لیا اور اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دیا، اور اس سے کہا: اگر تم خوشحال ہو جاؤ تو میرا قرض واپس کر دینا، ورنہ نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ میری ان آنکھوں نے، کانوں نے اور دل نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی یا قرض معاف کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنا سایہ عطا کریں گے۔

(صحیح مسلم- کتاب الزہد والرقائق)

نبی کے سامنے جن مغلوب ہو گیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شریر جن میرے پاس اچانک آیا تا کہ میری نماز تڑوادے، اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس پر قدرت دیدی، میں نے اس کو پکڑ لیا، میں نے چاہا کہ اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دوں تا کہ تم سب اسے دیکھو، لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی کہ اے رب: مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو چنانچہ میں نے اسے ناکام لوٹا دیا۔

(کتاب احادیث الأنبیاء)

ملک الموت کا
حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے موسی علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان کیا کہ موت کا فرشتہ جب پیغام اجل لے کر حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آیا تو حضرت موسی علیہ السلام نے اس کو اتنے زور سے تھپڑ مارا کہ اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی، وہ اپنے رب کے پاس واپس گیا اور کہا: آپ نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیج دیا جو موت کا خواہش مند نہیں، اللہ تعالی نے اس کی آنکھ اس کو لوٹا دی اور کہا: دوبارہ اس کے پاس جاو اور کہو، اپنا ہاتھ گائے کی پیٹھ پر رکھو جتنے بال تمہارے ہاتھ میں آجائیں ہر بال کے بدلہ ایک سال کی زندگی تم کو مزید دے دی جائے گی، حضرت موسی علیہ السلام نے پوچھا: اے میرے رب اس کے بعد کیا ہوگا، اللہ تعالی نے جواب دیا، موت تو حضرت موسی علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار، مجھے ابھی موت دے دیجیے، مگر مجھے بیت المقدس سے قریب کر دیجیے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اگر میں وہاں ہوتا تو میں تم کو موسی علیہ السلام کی قبر راستہ کے ایک جانب سرخ ریت کے نیچے دکھاتا۔
(صحیح مسلم- کتاب الفضائل)

ایک کتے کو پانی پلانے پر بخشش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ایک بدکار عورت کی بخشش کا واقعہ سنایا کہ ایک بدکار عورت کی بخشش اس پر ہوگئی کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو کنویں پر کھڑا تھا اور پانی کے لیے بے قرار تھا، ایسا لگ رہا تھا کہ پیاس کی شدت سے وہ مر جائے گا، اس عورت نے اپنے چمڑے کے موزے اتارے، اس کو اپنی اوڑھنی سے باندھا، اور اس کو کنویں میں لٹکا کر اس کے لیے پانی بھر لائی، اس عمل کی بدولت اس کی بخشش ہوگئی۔ (صحیح بخاری - کتاب بدء الخلق)

ایک چور کا حضرت عیسیٰؑ کو جھٹلانا

حضور اقدس ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ سنایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا، کیا تم نے چوری کی ہے؟ اس نے جواب دیا، ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا، میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنے دیکھے کو جھٹلایا۔ (صحیح مسلم - کتاب الفضائل)

پرندے کی ماں کی بے قراری

حضرت عامر رامی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے شہر میں تھا کہ مجھے جھنڈا نظر آیا، میں نے کہا، یہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا، یہ نبی کریم ﷺ کا جھنڈا ہے، میں آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے، آپ ﷺ کے لیے ایک چادر بچھادی گئی تھی، آپ ﷺ اسی پر بیٹھے ہوئے تھے، صحابہ کرام آپ ﷺ کے اردگرد جمع تھے، میں بھی انہی میں بیٹھ گیا آپ ﷺ نے بیماریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا، کوئی مسلمان اگر کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے پھر اللہ تعالی اس کو شفایاب کرتا ہے تو یہ بیماری اس کے گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے، اور مستقبل کے لیے ایک نصیحت ہوجاتی ہے، اور اگر منافق مرض میں مبتلا ہوتا ہے پھر شفایاب ہوتا ہے تو وہ اس جانور کی طرح ہوتا ہے جس کو اس گھر والوں نے باندھ دیا پھر چھوڑ دیا، اس کو نہیں پتا کہ وہ کیوں باندھا گیا تھا اور کیوں چھوڑ دیا گیا، مجلس میں موجود لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ بیماریاں کیا ہیں؟ خدا کی قسم میں کبھی بیمار نہیں ہوا، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! میرے پاس سے اٹھ جاؤ تم میری جماعت کے نہیں ہو، ابھی ہم سب آپ ﷺ کے اردگرد ہی تھے کہ ایک شخص آیا جس کے اوپر چادر تھی اور ہاتھ میں کوئی چیز تھی، چادر سے اس نے اس چیز کو لپیٹ رکھا تھا، اس نے کہا! اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے جب آپ ﷺ کو

دیکھا تو میں آپ کی طرف بڑھا تو میں ایک درخت پر لگے گھونسلے کے پاس سے گزرا، اس میں میں نے کچھ چوزوں (پرندے کے چھوٹے بچے) کی آواز سنی، میں نے ان کو گھونسلے سے نکال لیا اور اس چادر میں رکھ لیا، ان کی ماں آئی اور میرے سر پر منڈلانے لگی، میں نے اس چادر کو اس کے لیے کھول دیا، وہ چادر میں بچوں کو دیکھ کر وہ بچوں پر جھپٹی جھٹ میں نے اس کو بھی چادر میں لپیٹ لیا، وہ سب بچے اور ان کی ماں میرے پاس ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا! ان کو چھوڑ دو میں نے ان کو چھوڑ دیا لیکن چوزے اڑنے کے لائق نہ تھے، وہ نہیں اڑ سکے اور بچوں کے نہ اڑنے کی وجہ سے ان کی ماں بھی نہ اڑی، اور اس نے بچوں کے ساتھ رہنا گوارہ کیا، لیکن اکیلے اڑنا گوارہ نہ کیا، آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا! کیا تم اس ماں کے اپنے بچوں سے محبت پر تعجب کرتے ہو؟ انہوں نے کہا، ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دیکر بھیجا، اللہ تعالی اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنا یہ ماں اپنے بچوں پر، ان کو لے جاؤ اور واپس اسی جگہ رکھ آؤ جہاں سے لائے ہو، وہ صحابی ان چوزوں کو ان کی ماں کے ساتھ اسی جگہ لے گئے اور گھونسلے میں چھوڑ آئے۔

(سنن ابی داؤد- کتاب الجنائز)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا ہر حرف سچ ہے

عبیداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، حضرت زبیر اور حضرت مقداد بن الأسود رضی اللہ عنہم کو مقرر کر کے فرمایا کہ چلتے چلے جانا یہاں تک کہ تم روضہ خاخ تک پہنچ جاؤ، وہاں تمہیں ایک بڑھیا ملے گی، جس کے پاس ایک خط ہے، وہ خط اس سے لے آؤ، ہم روانہ ہو گئے، اس طرح کہ ہمارے گھوڑے ہوا سے باتیں کر رہے تھے، یہاں تک کہ ہم روضہ خاخ (مکہ اور مدینہ کے درمیان یہ واقع ہے) تک پہنچ گئے اور دیکھا تو واقعی وہاں ایک بڑھیا موجود تھی، ہم نے اس سے کہا کہ خط نکالو، وہ کہنے لگی: میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے، لیکن جب ہم نے سختی کے ساتھ خط طلب کیا تو اس نے اپنے بالوں کے جوڑ سے خط کو نکالا، ہم اس سے خط لے کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے، جب اس خط کو دیکھا گیا تو وہ حضرت حاطب بن ابو بلتعہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے مکہ مکرمہ کے بعض مشرکین کے نام تھا جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض حالات کی انہیں خبر دی گئی تھی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حاطب رضی اللہ عنہ یہ کیا ہے؟ عرض گزار ہوئے، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے بارے میں جلدی سے کام نہ لیجیے، میں قریش میں رہتا ضرور ہوں لیکن قرشی نہیں ہوں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی مکہ والوں سے رشتہ داریاں ہیں جس کی وجہ سے

ان کے اہل وعیال اور مال ودولت سب محفوظ ہے تو میں نے چاہا کہ میرا ان سے کوئی نسبی تعلق تو ہے نہیں کیوں نہ ان پر کوئی ایسا احسان کردوں جس کی وجہ سے وہ میرے گھر والوں کا خیال رکھیں، میں نے یہ حرکت کفر یا ارتداد کے باعث نہیں کی اور نہ مسلمان ہونے کے بعد میں کفر پر راضی ہوں، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے، اے اللہ کے رسول ﷺ فرمایئے! میں اس منافق کی گردن اڑا دوں، فرمایا: یہ تو غزوہ بدر میں شامل ہوئے تھے اور کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا: اب تم جو چاہو کرو، میں نے تمہیں معاف کر دیا۔

(صحیح بخاری-کتاب الجہاد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی میں کہا سنی ہوگئی، مسلمان نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں سے چن لیا، یہودی نے کہا، قسم اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں سے چنا، اس پر مسلمان نے یہودی کو طمانچہ رسید کردیا، یہودی نے بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر اپنا اور اس مسلمان کا سارا واقعہ بیان کردیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فوقیت نہ دو، کیوں کہ جب سارے انسان بے ہوش پڑے ہوں گے تو ان میں سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو موسیٰ عرش کا کنارہ پکڑے ہوں گے، مجھے نہیں معلوم کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا ان میں ہیں جنہیں مستثنیٰ فرمایا ہوا ہے۔

(صحیح بخاری- کتاب اُحادیث الانبیاء)

حضرت موسیٰ علیہ السلام

اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان مباحثہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان بحث چھڑ گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ وہی (حضرت) آدم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ میں روح پھونکی، فرشتوں کا مسجود بنایا، اور جنت میں ٹھکانا دیا، پھر آپ کی لغزش نے لوگوں کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا، حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا، آپ ہی موسیٰ ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لیے منتخب کیا، ہمکلامی کا شرف بخشا، آپ کو وہ تختیاں دیں جن میں ہر چیز کی وضاحت درج تھی، آپ کو تقرب خاص عطا کیا، مجھے بتایئے کہ میری ولادت سے کتنے سال قبل توریت لکھدی گئی تھی، موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا چالیس سال قبل، حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا، کیا اس میں یہ نہیں ہے، فعصی آدم ربہ فغوی، آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور برائی میں پڑا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا، ہاں، تب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا، کیا آپ مجھے ایسے کام پر ملامت کر رہے ہیں جس کا مجھ سے صادر ہونا اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے قبل طے کر دیا تھا، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، حقیقت میں حضرت آدم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب رہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب احادیث الانبیاء)

انشاء اللہ کہنے کی اہمیت و برکت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا: آج رات میں ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا، اور ہر بیوی سے ایک شہسوار پیدا ہوگا، جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا، ان کے ایک ساتھی نے ان سے کہا، انشاء اللہ، لیکن وہ یہ الفاظ کہنے سے رہ گئے تو اس کا یہ اثر پڑا کہ ایک کے سوا ان کی کسی بیوی کے حمل نہیں ٹھہرا، اور جو بچہ پیدا ہوا اس کا بھی ایک پہلو بیکار تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر انہوں نے انشاء اللہ کہا ہوتا تو سب سے بچے پیدا ہوتے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔ (صحیح بخاری - کتاب احادیث الأنبیاء)

خودکشی حرام ہے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسی مسجد میں ایک حدیث بیان کی، ہم اس حدیث کو کبھی بھی نہیں بھول پائے اور نہ ہی ہمیں یہ خدشہ ہے کہ جندب نے رسول اکرم ﷺ پر جھوٹ بولا ہو، انہوں نے کہا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی کو زخم لگا، تکلیف بڑھی تو اس نے چھری لی اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا، خون بہا اور اتنا بہا کہ وہ مر گیا، اللہ تعالی نے فرمایا: میرے بندے نے میرے فیصلہ کا انتظار کیے بغیر خود اپنا فیصلہ کر لیا لہذا میں نے جنت اس پر حرام کر دی۔ (صحیح بخاری - کتاب احادیث الأنبیاء)

ماں کی ممتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری اور لوگوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی نے آگ جلائی اور پتنگے اور دوسرے کیڑے اس میں آکر گرنے لگے، پھر فرمایا: دو عورتیں تھیں دونوں کا ایک ایک بچہ تھا، بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بچہ کو لے کر چلا گیا، ساتھی عورت نے اسے بتایا کہ تمہارے لڑکے کو بھیڑیا لے گیا ہے لیکن وہ کہنے لگی کہ میرے بچہ کو نہیں تمہارے بچہ کو بھیڑیا لے گیا ہے، اور یہ جو بچہ ہے وہ میرا ہے، آخر کار فیصلہ یہ ہوا کہ چل کر حضرت داؤد علیہ السلام سے مسئلہ کو حل کرایا جائے، داود علیہ السلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا، پھر دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں اور انہیں پورا واقعہ سنایا، انہوں نے کہا: چھری لاؤ میں اس بچہ کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا تم دونوں کو دے دیتا ہوں، یہ سننا تھا کہ چھوٹی عورت چیخ پڑی، اللہ آپ پر رحم کرے ایسا نہ کیجیے یہ بیٹا اسی کا ہے، چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ سنا دیا۔ (صحیح بخاری - کتاب احادیث الأنبیاء)

کعب بن اشرف کا رسوا کن انجام

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی کعب بن اشرف کے متعلق فرمایا، کون کعب بن اشرف کو کیفر کردار تک پہنچائے گا؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذاء دی ہے، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسے قتل کر دیا جائے؟ فرمایا، ہاں، عرض گزار ہوئے کہ مجھے یہ اجازت دیجیے کہ ضرورت کے مطابق مناسب یا نامناسب بات کہہ سکوں، فرمایا، جو چاہو کہو، پس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب کے پاس جا کر کہا، یہ شخص (رسول خدا) تو ہم کو بہت تنگ کرتا ہے، وہ ہم سے زکوۃ مانگتا ہے، حالانکہ ہم خود تنگ دست ہیں، میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ کہ آپ ہمیں قرض ہی دلوا دیجیے، وہ کہنے لگا کہ یہ شخص ابھی تمہیں اور تنگ کرے گا، انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کی پیروی کر چکے تو اب چھوڑ دینا مناسب نہیں، لیکن موقع کی تلاش میں ہیں، دیکھیے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے، ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں ایک دو وسق کھجوریں بطور قرض دے دیجیے، کعب نے کہا کہ کچھ گروی رکھو، انہوں نے کہا، آپ کیا چیز چاہتے ہیں؟ جواب دیا کہ اپنی عورتیں گروی رکھ دو، انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس عورتیں کس طرح گروی رکھیں جب کہ پورے عرب میں آپ سے خوبصورت کوئی نہیں ہے، اس نے کہا، تو اپنے بیٹے گروی

رکھدو، انہوں نے کہا ہم اپنے بیٹے کس طرح گروی رکھیں ایسا کرنے سے ہر کوئی گالی دے سکتا ہے کہ تم ایک یا دو وسق کھجوروں کے بدلے گروی رکھ دیئے گئے تھے، لہذا ایسا کرنے سے تو ہمیں شرم آئے گی، ہاں ہم اپنے ہتھیار گروی رکھ سکتے ہیں، پھر انہوں نے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا، پھر یہ رات کے وقت گئے اور ان کے ساتھ کعب کا رضاعی بھائی ابونائلہ بھی تھا، اس نے انہیں قلعہ میں بلالیا، کعب جب ان کے پاس نیچے آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا کہ اس وقت آپ کہاں جاتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ محمد بن مسلمہ اور اپنے بھائی ابونائلہ سے ملنے، عمرو بن دینار کے علاوہ دوسرے حضرات نے روایت کیا کہ عورت نے یہ بھی کہا کہ اس آواز سے تو خون ٹپک رہا ہے، کعب نے کہا کہ محمد بن مسلمہ گویا میرا حقیقی اور ابونائلہ میرا رضاعی بھائی ہے، اور شریف آدمی کو رات کے وقت اگر نیزہ مارنے کے لیے بھی بلایا جائے تو اسے جانا چاہیے، محمد بن مسلمہ کے ساتھ دو آدمی تھے، انہوں نے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ میں اس کے بال کی تعریف کروں گا اور ان کو پکڑ کر سونگھوں گا جب تم دیکھنا کہ میں نے اسے سر کے بالوں کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیا ہے، تو اس کا کام تمام کر دینا، وہ چادر اوڑھے ہوئے نیچے اترا اور اس سے بڑی عمدہ خوشبو آرہی تھی، محمد بن مسلمہ نے کہا، میں نے آج تک اتنی عمدہ خوشبو نہیں سونگھی، کعب نے جواب دیا، میرے پاس ایسی عورتیں ہیں جو عرب میں سب سے زیادہ عطر کا استعمال کرتی ہیں، اور عرب کے اندر حسن وجمال میں کامل ہیں، محمد بن مسلمہ نے کہا، کیا میں آپ کے بال سونگھ سکتا ہوں؟ اس نے جواب دیا، ہاں تو محمد بن مسلمہ نے اس کے بال سونگھے اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا، پھر کہنے لگے، کیا مجھے دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟ اس نے جواب دیا، ہاں، جب انہوں نے اسے مضبوطی سے تھام لیا تو دوسرے حضرات نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا پھر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر پورا واقعہ عرض کر دیا

(صحیح بخاری - کتاب المغازی)